REGD. NO. P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

THE WEEKLY BADR QADIAN.

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۳

شمارہ ۴۱

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب:- فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ "
ممالک غیر -/۱۸ "
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۸ ماہ اخاء ۱۳۴۳ ہش | یکم جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ | ۸ اکتوبر ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۷ اکتوبر:- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۳ اکتوبر بوقت ۸ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے سارا دن بہتر رہی رات بھی طبیعت ٹھیک رہی لیکن صبح ۵ ½ بجے سے بے چینی کی تکلیف ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

قادیان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال لاہور تشریف لے گئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور خیریت کے ساتھ قادیان واپس لائے۔ آمین۔

لندن میں جماعت ہائے احمدیہ انگلستان کے پہلے جلسہ سالانہ کا انعقاد

ملک کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے کثیر التعداد احباب جماعت کی شرکت

لندن:- یہ امر باعث مسرت ہے کہ امسال اللہ تعالیٰ نے جماعت ہائے احمدیہ انگلستان کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی جس میں انگلستان کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے احمدی احباب نے شرکت کی۔ جلسہ کی روئداد جو سلسلہ کے آرگن روزنامہ الفضل ربوہ میں شائع ہوئی۔ احباب کی دلچسپی کے لئے ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

یہ جلسہ مورخہ ۲۹، ۳۰ اگست ۱۹۶۴ء بروز ہفتہ و اتوار مسجد فضل لندن کے احاطہ میں منعقد ہوا۔ جلسہ کے انعقاد اور مہمانوں کے قیام و طعام کا وسیع پیمانہ پر انتظام کیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں انتظام کا عملاً آغاز ۲۲ اگست کو ہوا جب کہ اس روز مکرم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن نے ایک پریس کانفرنس بلا کر اخباری نمائندوں سے جلسہ کی غرض و غایت اور اس کے انتظامات سے متعلق خطاب کیا۔ چنانچہ اخبارات میں جلسہ کے انعقاد کی اطلاع شائع ہوئی اور علی المخصوص Wimbledon Borough News نے بہت تفصیلی خبر شائع کرکے اس میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں پر بھی روشنی ڈالی ہر چند کہ جلسہ ۲۹ اگست سے شروع ہونا تھا تاہم بیرون جات سے احباب کی آمد کا سلسلہ ۲۸ اگست جمعہ کے روز سے ہی شروع ہو گیا۔ چنانچہ اس روز دور دراز مقامات سے احباب جلسہ میں شرکت کی غرض سے تشریف لاتے رہے مانچسٹر کی جماعت تو باقاعدہ ایک پوری کوچ کرایہ پر لے کر نظام کے تحت لندن آئی۔ بہت سے دوست سکاٹ لینڈ اور شمالی انگلستان کے مختلف مقامات سے آئے اور بریڈ فورڈ وغیرہ کے احباب کاروں اور ٹرینوں کے ذریعہ تشریف لائے۔ مہمانوں کے قیام اور طعام کا انتظام جماعت احمدیہ لنڈن کے سپرد تھا۔ بہت سے دوستوں نے اپنے مکانوں کے بعض حصے مہمانوں کے لئے مخصوص کر دیئے تھے۔ چنانچہ مہمانوں کو وہاں ٹھہرایا گیا۔ اسی طرح لندن کے احباب نے دن رات ایک کرکے مہمانوں کے لئے کھانا تیار کیا اور انہیں ہر ممکن سہولت بہم پہنچانے کی کوشش کی۔ مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ جلسہ گاہیں تیار کی گئی تھیں۔ جن میں لاؤڈ سپیکر اور ریکارڈنگ کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا تھا جلسہ کا پہلا دن غیر ملکی احباب کے استفادہ کی خاطر اردو پروگرام کے لئے مخصوص تھا۔ اور دوسرا دن مقامی باشندوں کے واسطے انگریزی تقاریر کے لئے مخصوص تھا۔

افتتاحی اجلاس

جلسہ کا افتتاح مورخہ ۲۹ اگست کو دن کے ساڑھے گیارہ بجے عمل میں آیا۔ اس روز دو اجلاس ہوئے۔ افتتاحی اجلاس میں صدارت کے فرائض محترم شیخ محمود الحسن صاحب سی۔ ایس۔ پی نے ادا فرمائے۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مسعود احمد صاحب چوہدری نے کی ازاں بعد مکرم ثاقب صاحب زیروی کی ایک ریکارڈ شدہ نظم سنائی گئی۔ بعدہٗ امام مسجد لندن مکرم بشیر احمد صاحب رفیق نے افتتاحی تقریر فرمائی جس میں آپ نے انگلستان کے ماحول میں احباب کو تبلیغ اسلام سے متعلق ان کی اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور صحابہؓ کی عظیم الشان قربانیوں کا ذکر کرنے کے بعد احباب سے پُر زور اپیل کی کہ وہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام کی سربلندی کی خاطر بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کریں۔ آپ نے تربیت اولاد کے ضمن میں احباب کو ان کی اہم ذمہ داریوں سے بھی آگاہ کیا۔ آخر میں آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ اور صحت و عافیت کے ساتھ درازیٔ عمر کے لئے دعا کی پر زور تحریک کرتے ہوئے اجتماعی دعا کرائی۔ اس طرح جلسہ کا افتتاح اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا سے عمل میں آیا۔

بعدہٗ مکرم عبدالرحمٰن صاحب چوہدری نے باہر سے آئے پیغامات اور تار پڑھ کر سنائے ان میں محترم جناب وکیل التبشیر صاحب کے پیغام کے علاوہ جماعتہائے احمدیہ نائیجیریا۔ غانا۔ سیرالیون۔ سنگاپور۔ کینیا۔ یوگنڈا۔ ٹانگانیکا۔ ہالینڈ۔ جرمنی۔ امریکہ اور انڈونیشیا سے آئے ہوئے پیغامات اور تار شامل تھے۔ ان پیغامات میں جماعت احمدیہ انگلستان کے پہلے جلسہ سالانہ کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مبارکباد پیش کی گئی تھی اور کامیابی کے لئے دعا کی گئی تھی۔ پیغامات کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ریکارڈ شدہ تقریر جو آپ نے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۱ء کے موقعہ پر فرمائی تھی سنائی گئی۔ احباب نے حضرت میاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ تقریر خود آپ کی آواز میں بہت توجہ اور انہماک سے سنی اور خاص اثر قبول کیا۔

بعدہٗ مکرم فضل الرحیم صاحب نے پروفیسر نصیر احمد صاحب کی دو نظمیں خوش الحانی سے پڑھیں اور ریکارڈ شدہ پروفیسر صاحب موصوف نے خلافت کے موضوع پر ایک مؤثر اور دلکش تقریر فرمائی۔ ازاں بعد مکرم خواجہ عبدالمجید صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعائیہ اشعار پڑھ کر خاتمہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی نظم پڑھی۔ جناب شیخ محمود الحسن صاحب نے احباب سے خطاب فرمایا۔ آپ نے تزکیۂ نفس کی اہمیت اور اس کے عظیم الشان اثرات پر احسن پیرایہ میں روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر کے بعد افتتاحی اجلاس کی کارروائی دو بجے بعد دوپہر اختتام پذیر ہوئی۔

دوسرا اجلاس

جلسہ سالانہ کا دوسرا اجلاس مورخہ ۲۹ اگست کو ظہر اور عصر کی باجماعت نمازوں کے بعد جو مکرم امام صاحب نے پڑھائیں محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت مسعود احمد صاحب چوہدری نے کی اور بلاغ احمد صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظم "احمدی نوجوانوں سے خطاب" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ ازاں بعد صاحب صدر کی درخواست پر محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جج عالمی عدالت نے احباب سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ انگلستان کے افراد کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ان ذمہ داریوں کی وسعت اور اہمیت کو واضح فرمایا۔ اس ضمن میں آپ نے اسلام کا عملی نمونہ پیش کرنے کی اہمیت پر خاص زور دیا۔ اور علی المخصوص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور حصول تقویٰ کی اہمیت کو بہت عمدہ پیرایہ میں ذہن نشین کرایا۔ آخر میں صاحب صدر نے احباب کو محترم چوہدری صاحب موصوف کی بیان کردہ نصائح پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی اور ان صدارتی ارشادات کے بعد دعا پر (باقی صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر مورخہ ۸ راکتوبر ۱۹۶۴ء

پنجاب میں عدلیہ کی انتظامیہ سے علیحدگی

جب ہمارا ملک غیر ملکی حکمرانوں سے آزاد ہوا تو ملک کے اہل الرائے نیتاؤں نے اپنے آزاد ملک کے لئے جمہوری نظام کو پسند کیا اس لئے کہ آج کل زمانہ جمہوریت کا مطلب ہے عوام کی مرضی کی حکومت۔ ایسا نظام حکومت ہر باشندہ کے لئے خواہ وہ کسی ذات یا مذہب سے تعلق رکھتا ہو اور سماج میں اس کا مقام کیسا ہو یکساں طور پر انصاف کا ضامن سمجھا جاتا ہے۔ گویا مطلقاً ہر انسانی وقار اس کے احترام اور انفرادی آزادی کی ضمانت جمہوری نظام حکومت میں دی گئی ہے۔ اس نظام کے تحت اس امر کا اقرار کیا گیا ہے۔ کہ انصاف ہر شہری کا حق ہے۔ اس لئے نہ صرف یہ کہ اُسے انصاف ملنا چاہیئے۔ بلکہ اُسے اس امر کا احساس بھی ہونا چاہیئے کہ اس کے ساتھ پورا انصاف کیا گیا ہے

ہر ملک میں رائج نظام حکومت کو چلانے کے لئے با ضابطہ طریق پر ایک معین قانون کی ضرورت ہے تا اس کی روشنی میں ہر باشندہ اپنے حقوق یا انصاف کا مطالبہ کر سکے۔ اور اس پر مختلف قسم کی ذمہ داریاں عائد کی جا سکیں جن سے عہدہ برآ ہونے کی حالت میں افراد ملک کی قومی زندگی زیادہ خوشگوار بنے اور اُن کے بڑھنے پھولنے پھلنے کے اچھے مواقع میسر آتے رہیں۔ اس کے لئے اس قانون کو عملی جامہ پہنانے کے لئے موٹے طور پر دو قسم کے شعبوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اول وہ شعبہ جو اہل وطن کے حقوق، عزت و احترام وغیرہ کے تحفظ کی نگہداشت کرے اور اس پہلو سے ہر فرد کو قانون کے مطابق پورا پورا انصاف ملے۔ اسے عرف عام میں عدلیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے

دوسرے درجہ پر وہ شعبہ ہے جو حکومت کی انتظامیہ مشینری کے ساتھ تعلق رکھتا ہے ملک میں امن و امان قائم رکھتا ہے۔ حکومت کے محاصل کی وصولی کا اہتمام کرتا ہے۔ اسی طرح ملک میں گو نا گوں ایسے امور جن کا نظم و ضبط کے ساتھ تعلق ہے ان سب سے عہدہ برآ ہونا اس دوسری قسم کے شعبہ کا کام ہے۔

اس مجمل سی تشریح کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی آزاد جمہوری ملک اسی صورت میں حقیقی طور پر جمہوری اور آزاد کہلا سکتا ہے جبکہ مذکورۃ الصدر دونوں قسم کے شعبہ جات علیحدہ علیحدہ اپنی حدود کے ماتحت کام کریں۔ کیونکہ عدلیہ کو انتظامیہ کے ماتحت آ جانے کی صورت میں یہ بات بالکل ہی عیاں ہے کہ ججوں کو ایمانداری اور پوری بے باکی سے اپنے فرائض کی انجام دہی میں وہ آزادی حاصل نہیں ہوتی جو آزاد ہونے کی صورت میں ہوتی ہے۔ بالخصوص جبکہ کسی ایسے فرد واحد یا پارٹی کا معاملہ ہو جو انتظامی شعبہ کے لحاظ سے ایک اور رنگ میں گویا جج کا افسر اعلیٰ ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ اس کے احکام کی خواہ وہ مناسب ہوں یا نہ بہرصورت تعمیل کی جائے۔

جب تک ہمارے ملک پر غیر ملکیوں کی حکومت رہی صورت حال یہی تھی کہ یہ دونوں قسم کے شعبے انتظامی افسران ہی کے ماتحت تھے۔ اگرچہ اسی زمانہ میں بھی اس اہم تفریق کا شدت سے احساس شروع ہو گیا تھا مگر باضابطہ طریق پر اس پر عملدرآمد نہ ہوا۔ حتیٰ کہ ہمارا ملک آزاد ہوا اور آئین ہند میں اس امر کا تحفظ دیا گیا کہ

"سرکار سرکاری ملازمتوں کے سلسلہ میں انتظامیہ کو عدلیہ سے الگ کرنے کے لئے اقدامات کرے گی۔"

مگر عملی رنگ میں سارے ہندوستان کے اندر اس کا نفاذ نہ ہو سکا۔ اور اس صوبہ جاتی نظام جو تقسیم ملک آزادی سے پہلے رائج تھا وہی جاری کارہا۔ اگرچہ ہر جگہ اس بات کا احساس رہا مگر اپنی اپنی مجبوریوں کے باعث اس پر عملدرآمد نہ کر سکا۔ اور جوں جوں وہ مجبوریاں اُٹھتی گئیں مختلف صوبہ جات میں اس کا نفاذ بھی عمل میں آتا رہا۔ چنانچہ ۲ر اکتوبر ۱۹۶۴ء کو ہمارے ہاں صوبہ پنجاب میں بھی عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر دینے کا اہم قدم اُٹھایا گیا۔ اس لحاظ سے ملک ہند میں پنجاب وہ آٹھواں صوبہ ہے جہاں کہ قانون ہند میں دیئے گئے تحفظات کے تحت عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر دیا گیا۔ چنانچہ اس پہلو سے پنجاب میں ۲ر اکتوبر ۱۹۶۴ء کا دن ایک تاریخی دن بن گیا ہے جو کامریڈ رام کشن وزارت کے زمانہ کی ایک یادگار کے طور پر رہے گا۔

امید کی جاتی ہے کہ اس قانون کے نافذ ہو جانے کے بعد عدلیہ کے ججوں پر کسی مقدمہ کا فیصلہ کرتے وقت کسی قسم کا دباؤ نہیں رہے گا۔ کیونکہ انتظامی طور پر وہ پنجاب گورنمنٹ کے ماتحت نہیں بلکہ براہ راست پنجاب ہائی کورٹ کے ماتحت ہونگے ان کے منصفوں کی ترقی تنزل اور تبدیلی ڈسٹرکٹ سیشن جج کی سفارش پر خود ہائی کورٹ کیا کرے گا۔ جبکہ اس قانون کے رائج ہونے سے قبل یہ لوگ پنجاب گورنمنٹ (انتظامیہ شعبہ) کے ماتحت ہوا کرتے تھے۔

سادہ اور عام فہم لفظوں میں یوں سمجھ لیا جائے کہ اب عدلیہ کے منصفوں (جوڈیشنل مجسٹریٹوں) کا پولیس سے بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ نہ ہی کسی مقدمہ کا فیصلہ پولیس کے خلاف ہونے کی صورت میں گورنمنٹ کے وقار کو دھکا لگنے کا خدشہ ہوگا۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ بعض اوقات پولیس کی طرف سے اُٹھائے گئے بعض مقدمات کی بنیاد مشکوک ہونے کے باوجود چونکہ عدلیہ انتظامیہ کے ماتحت ہوتا تھا یہ مقدمات کامیاب ہو جاتے حالانکہ اگر مقدمہ سننے والے منصف کلی طور پر آزاد ہوتے اور انتظامی رنگ میں ان پر کسی طرح کا دباؤ نہ ہوتا تو وہ ایسے مشکوک مشتبہات کو چنداں وقعت نہ دیتے۔

بہرحال یہ ایک بہت ہی اچھا قدم ہے کہ پنجاب میں عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کئے جانے کا قانون کر دیا گیا ہے۔ پنجاب کی راجدھانی چنڈی گڑھ میں یہ تاریخی تقریب مورخہ ۲ر اکتوبر کو ہائیکورٹ اور اسمبلی ہال کے درمیان میں واقع وسیع میدان میں منائی گئی۔

تقریب کا افتتاح چیف جسٹس آف انڈیا آنریبل مسٹر پی۔ بی گجندر گڈکر صاحب نے کیا۔ اس تقریب پر راقم الحروف کو بھی بحیثیت ایڈیٹر خاص دعوت نامہ موصول ہونے پر شرکت کرنے کا موقعہ ملا۔ تقریب کا آغاز قومی ترانہ کی دھن سے ہوا۔ سب سے پہلے پنجاب کے وزیر اعلیٰ مسٹر رام کشن جی نے انگریزی میں ایڈریس پڑھا۔ اس کے جواب میں آنریبل چیف جسٹس آف انڈیا نے انگریزی میں برجستہ تقریر کی وہ بہت سے معلوماتی اور تاریخی نکات پر مشتمل تھی جس میں آپ نے فرمایا۔

جمہوری حکومت تین ستونوں پر چلتی ہے۔ لیجسلیچر قانون بناتے ہیں۔ جوڈیشری (یعنی عدلیہ) اس کی آزمائش کرتی ہے اور ایگزیکٹو (انتظامیہ) اس پر عملدرآمد کرتی ہے آپ نے کہا۔

جمہوریت کو مضبوط بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ قانون کی حکومت صحیح معنوں میں قائم ہو اور عوام کو یہ محسوس ہو کہ انہیں انصاف ضرور ملے گا۔ کوئی بے قصور ملزم سزا نہیں کھائے گا اور مجرم اپنے کئے کی سزا بھگتے بغیر نہیں رہ جائے گا۔

چیف جسٹس شری گجندر گڈکر نے کہا۔ "قانون عوام کا خادم ہے جبکہ ججز اور وکیل قانون کے خادم ہیں قانون بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ کیونکہ حکمران طبقہ بھی اس کے تحت ہے۔

آپ نے امید ظاہر کی کہ پنجاب سرکار نے عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنے کا جو قانون بنایا ہے۔ وہ عوام کی ضروریات کو پورا کر سکے گا۔ اور کہا کہ یہ عوام پر کوئی احسان نہیں بلکہ اس قانون میں ہزاروں لوگوں کے اس خاموش چیلنج کا انعکاس ہے جو وہ عدل کی روشنی میں ہر شخص کے دل سے اُٹھتا ہے۔ آپ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۹۵۰ء میں وہ دستور بنا یہ کہا نہ پاس کی گئی کہ عدلیہ انتظامیہ سے علیحدہ ہوگی۔ لیکن حیرانی کی بات ہے کہ پنجاب میں اب تک ایسا نہ ہو سکا تھا۔

آپ نے کہا ۱۹۵۶ء میں جب میں دلی میں آیا۔ تو مجھے محسوس ہوا کہ شمالی ہندوستان آئین کی اس دفعہ کو ماننے کے لئے ابھی تیار نہیں آپ نے اس بات پر خوشی اور امید کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خوشی کی بات ہے کہ پنجاب میں عدلیہ خود مختار ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ شمالی ہندوستان کے دیگر صوبے بھی پنجاب کے نقش قدم پر چلیں گے۔

چیف جسٹس آنریبل گجندر گڈکر نے اپنی پُر لطف تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا عدلیہ پر بھی انصاف نہ کر سکنے کا شک ہو سکتا ہے کیونکہ جج بھی آخر انسان ہوتے ہیں۔ وہ بھی غلطی کر سکتے ہیں جو جج یہ سمجھتا ہے کہ وہ غلطی نہیں کر سکتا وہ جج رہنے کا مستحق نہیں۔ اور آپ نے حکومت کو بعض مفید مشورے دیتے ہوئے کہا

ججوں کو اپنا فیصلہ سماعت میں پیش کردہ شہادت کی بنا پر دینا پڑتا ہے۔ اکثر غلط فیصلے کے لئے سرکار کی پڑتال کنندہ ایجنسی کا قصور ہوتا ہے اس لئے حکومت کو چاہیئے کہ تفتیش کے پرانے طریق کار کو بدلے اور نئے سائینٹیفک طریقہ کو اپنائے۔

آپ نے کہا بمبئی میں قابل تفتیش کنندہ ایجنسی کی وجہ سے وہاں یہ مسئلہ اتنا درپیش نہیں دیگر مقامات پر بھی اگر اس کا ڈھنگ جدید ترین طریق پر ہو جائے تو یہ خدشہ بھی دور ہو سکتا ہے۔

آپ نے زور دار الفاظ میں کہا۔

"عوام کا پیٹ صرف آزادی سے نہیں بھرے گا۔ انہیں اپنی سماجی زندگی میں پورا انصاف ملنا چاہیئے یہ وقت کا ایک بڑا چیلنج ہے اس کا ہمیں جواب دینا ہوگا"

چیف جسٹس آف انڈیا کے بعد پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس شری فالشا نے بھی ایک مختصر مگر اہم تقریر کی۔ آپ نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ایسے قانون کے نفاذ پر خوشی کا اظہار کیا اور افراد کو مبارکباد دی جن کے ہاتھوں یہ ضروری کام انجام پایا۔ اسی طرح پنجاب کے ہوم منسٹر سردار دربارہ سنگھ صاحب نے بھی تقریر کی۔ اور یہ تقریب ساڑھے

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ کی صفات کو بار بار دہرانے سے اس کی محبت پیدا ہوتی ہے

خدا تعالیٰ کی صفات کو نظر انداز کر کے غیر طبعی طور پر محبت الٰہی پیدا کرنیکی کوشش کرنا حماقت ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۰ راپریل ۱۹۵۱ء۔ بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دنیا میں ہمیں محبت پیدا کرنے یا محبت پیدا ہونے کے تین ذرائع معلوم ہوتے ہیں تیسرا ہو وہ تین ذرائع حسن۔ احسان اور صحبت ہیں یعنی محبت یا تو حسن سے پیدا ہوتی ہے یا احسان سے پیدا ہوتی ہے اور یا صحبت سے پیدا ہوتی ہے۔ صحبت میں ملاقات یعنی تعلق بھی شامل ہوتا ہے۔ صحبت دو قسم کی ہوتی ہے عقلی اور عملی۔ عقلی صحبت مطالعہ کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور عملی صحبت پاس رہنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ میں نے ان ذرائع میں سے احسان کو پہلے لیا تھا کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم محبت الٰہی کس طرح پیدا کریں انہیں دیکھنا چاہیئے کہ دنیا میں کس طرح محبت پیدا ہوتی ہے۔ اگر تمام دنیا میں

احسان کے ذریعہ محبت

پیدا ہوتی ہے تو پھر اس سے خدا تعالیٰ کو کیوں مستثنیٰ کیا جاتا ہے۔ جیسے احسان کے ذریعہ دنیا میں دوسرے لوگوں کی آپس میں محبت ہوتی ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کی محبت بھی پیدا کی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی روک ہو گی تو صرف یہ کہ تمہیں معلوم نہیں ہو گا کہ خدا تعالیٰ نے تم پر کیا احسان کیا ہے۔ اگر واقعہ میں تمہیں یہ یقین ہو جائے کہ خدا تعالیٰ تمہارا محسن ہے تمہیں یہ نہ سمجھا جائے کہ سب سے بڑا محسن تمہارا خدا تعالیٰ ہے۔ تو لازماً محبت اپنی خودبخود پیدا ہو جائے گی۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ انسان اپنے اندر یقین پیدا کرے کہ خدا تعالیٰ ہی اس کا سب سے بڑا محسن ہے وہ اس کے احسانات کو گنے ان پر غور کرے۔ سوچے اور انہیں دل میں جمانے کی کوشش کرے جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ شریعت نے اس کے لئے

ایک آسان گر

مقرر کر دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی کام کرو کھانا کھاؤ پانی پیو یا کوئی اور کام کرو۔ اس سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔ اور بسم اللہ پڑھنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ سب نعمتیں خدا تعالیٰ نے ہی دی ہیں۔ پھر جب وہ کام ختم کرو تو الحمد للہ کہو۔ اگر ہم بچہ کو مسلمان سمجھتے۔ اور اگر ایک مسلمان بچپن میں ہی ان باتوں کا عادی ہو جاتا تو یقیناً کچھ عرصہ کے بعد یہ باتیں راسخ ہو تی ہوتی اس کے اندر گڑ جاتیں اور یہ سوال پیدا ہی نہ ہوتا کہ خدا تعالیٰ کی محبت کس طرح پیدا کی جائے خدا تعالیٰ کے ہم پر احسان ہیں یا نہیں۔ اس کے احسان تو بچوں کے دلوں میں بھی گڑ جاتے ہیں کئی بچوں اور جوانوں نے اس بارہ میں سوالات کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ میں اس بارہ میں غفلت برتی جا رہی ہے اکثر نے مجھ سے کہا ہے کہ ہمیں اس مسئلہ کا علم ہے لیکن ہم اسے اکثر بھول جاتے ہیں۔ اصل کی وجہ یہی ہے کہ ماں باپ سے یہ بات ان کے ذہن نشین نہیں کرائی انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ یہ معمولی بات ہے اگر کر لیا تو خیر ورنہ اس کے ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن

حقیقت یہ ہے

کہ محبت الٰہی اس ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے کہ محبت الٰہی کوئی اہم نکتہ ہے تو یہ چھوٹی چھوٹی باتیں نہایت اہم ہیں کیونکہ انہی سے محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔

پس نوجوان خود بھی ان باتوں کی اپنے اندر عادت پیدا کریں۔ اور بعض بچوں کے اندر ان باتوں کی عادت پیدا کریں۔ پھر استاد شاگردوں کے اندر اس کی عادت پیدا کریں سپرنٹنڈنٹوں کو چاہیئے کہ وہ بورڈنگوں کے طلباء کے درمیان یہ عادت پیدا کریں۔ مجلس کو مجلس کے ممبران کے اندر اور مجلس کو اپنے دوستوں میں ان باتوں کی عادت پیدا کرنی چاہیئے۔ ایک دوسرے کے تعاون اور مدد سے یہ خیال پختہ ہو جائے گا اور ان باتوں کی عادت پیدا ہو جائے گی اور عادت کے نتیجہ میں قلوب پر نسبت پیدا ہو جاتی ہے۔

دوسری چیز

جس سے محبت پیدا ہوتی ہے وہ حسن ہے درحقیقت اگر ہم محبت کا تجزیہ کریں تو اسکے معنے یہ بنتے ہیں کہ ایک چیز کو اپنانا چاہتی ہے اور یہ جذبہ ہی اصل میں محبت کہلاتا ہے۔ جب کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ چیز میری ہے یا وہ سمجھے کہ میں فلاں کا ہوں تو اسی کا نام محبت ہوتا ہے اور یہ جذبہ کہ فلاں چیز میری ہو جائے ہمیشہ حسن سے پیدا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے لئے بھی یہی چیز استعمال ہو سکتی ہے۔ نئے نکتے بنانے اور نئے گر بنانے کی کیا ضرورت ہے ہم بازار میں جاتے ہیں کسی دکان پر ہمیں ایک نئی اور عمدہ جوتی نظر آتی ہے۔ اسے دیکھ کر ہمیں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ میں یہ جوتی لے لوں۔ عورتیں بازار سے گزرتی ہیں اور دکان پر کپڑے دیکھتی ہیں۔ تو خیال کرتی ہیں کہ اگر پیسے ہوں تو فلاں کپڑا خریدیں سنگار کی کوئی چیز دیکھتی ہیں یا کوئی چیز اچھا دیکھتی ہیں تو خیال کرتی ہیں کہ کاش یہ خرید لی ہوتیں۔ ایک جاندار چیز کے لئے جس چیز کو ہم "محبت" کہتے ہیں بے جان کے لئے ہم اسی کے لئے "پسند" کا لفظ بولتے ہیں ایک عورت اپنے بچہ سے محبت کرتی ہے یا اسے کسی جوتے کی وضع پسند ہو تو وہ کہتی ہے یہ جوتا خرید لوں) اسے کوئی زیور پسند ہے تو اسے لینے کی وہ خواہش کرتی ہے۔ دکان پر کمخواب دیکھتی ہے تو اسے خریدنے کو اس کا جی چاہتا ہے۔ گویا

لفظ پسند اور محبت

ایک ہی چیز ہے لیکن ہمارے ملک میں عام طور پر پسند کا لفظ بے جان چیزوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور محبت کا لفظ جاندار چیزوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اب پسند کا طریق یہ ہے کہ کوئی اچھی چیز نظر آتی ہے تو جی چاہتا ہے کہ اسے حاصل کیا جائے اگر وہ چیز اس کی طاقت کے مطابق ہے تو وہ اسے خرید لیتا ہے اور اگر وہ اس کی طاقت سے بالا ہوتی ہے تو وہ اسے پسند تو کر لیتا ہے لیکن اس کے حصول کی خواہش دل سے نکال دیتا ہے۔ مثلاً ایک شخص بازار جاتا ہے اور دکان پر کوئی کپڑا دیکھ کر اس کا بھاؤ پوچھتا ہے اور دکاندار اسے بتاتا ہے کہ یہ کپڑا دس روپے بارہ روپے فی گز ہے وہ سوچتا ہے کہ میں تو ایک غریب شخص ہوں ایک دو روپے فی گز ہوتا تو میں خرید بھی لیتا لیکن اب تو یہ میری طاقت سے باہر ہے اس لئے وہ اس کے خریدنے کا خیال دل سے نکال دیتا ہے۔ لیکن بہرحال اسے پسند کر لیتا ہے گویا جہاں

کوئی اچھی چیز

نظر آئے گی انسان اسے پسند کرے گا لیکن دل کو یہ کہے گا کہ اس کے خریدنے کا ارادہ نہ کرنا اور آہستہ آہستہ وہ دل سے اس کے خریدنے کا خیال نکال دے گا۔ بہرحال وہ یہ تو کہہ سکتا ہے کہ یہ قیمت میری طاقت سے بالا ہے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ چیز پسندیدہ بھی نہ ہو۔ وہ چیز اچھی تو بہرحال ہے بازار میں بے موسم پھل آتے ہیں۔ اور وہ روپیہ دو روپیہ فی سیر ہوتے ہیں۔ اس بھاؤ پر غرباء اسے خرید کر نہیں کھا سکتے اس لئے کہ وہ ان کی طاقت سے بالا ہیں مگر بہرحال وہ انہیں پسند ہوتے ہیں۔ یہ وہ پسند ضرور کر لیتے ہیں۔ آگے انسانوں میں بھی یہی حالات ہیں انسان میں حسن صورت کے ساتھ حسن سیرت بھی لگا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں محبت کا لفظ بدل دیا گیا ہے گو عربی میں یہ دونوں جگہ پر استعمال ہوتا ہے کپڑے پر بھی محبت کا لفظ بولا جائے گا۔ لیکن ہمارے ملک میں یہ امتیاز پیدا کر دیا گیا ہے کہ محبت جاندار چیزوں کے لئے ہوتی ہے۔ اور پسند کا لفظ غیر جاندار چیزوں کے لئے استعمال ہوتا ہے

جو چیز بھی حسین ہوگی

اس سے انسان کی محبت پیدا ہو جاتی ہے گی حسن دیکھنے کے علاوہ سننے سے بھی انسان کے اندر اثر کرتا ہے۔ مثلاً پہاڑ ہے بعض پہاڑوں کو تو ہم دیکھ کر پسند کرتے ہیں لیکن بعض پہاڑوں کے متعلق کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ وہاں فلاں فلاں نظارے ہیں۔ عمدہ چشمے ہیں اور فلاں فلاں قسم کے پھل ہیں اور اس طرح ہم انہیں پسند کرنے لگ جاتے ہیں کشمیر کو ہزاروں نے دیکھا ہے لیکن لاکھوں نے صرف کتابوں میں پڑھا ہے یا دوسروں کی زبانی سنا ہے کہ کشمیر بڑی اچھی جگہ ہے اس لئے ان کا اسے دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ غرض عشق آنکھوں سے بھی پیدا ہوتا ہے اور کانوں سے بھی پیدا ہوتا ہے پھر عشق جسم کی آنکھ سے بھی پیدا ہوتا ہے عشق جسم کے کان سے بھی پیدا ہوتا ہے اور دل کے کان سے بھی پیدا ہوتا ہے۔ اب خدا تعالےٰ کی ذات ایسی ہے جو وراء الوریٰ ہے اس لئے اس کی محبت اسے ظاہری آنکھ سے دیکھ کر پیدا نہیں ہوتی تم دنیا میں بعض بعض موٹی چیزیں بھی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے۔ تم بجلی کو ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے۔ پھر وہ ترتیب جو مادہ کے پیچھے کام کر رہی ہے مثلاً بجلی کی طاقت۔ انہیں بھی تم ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے۔ ان چیزوں کو ان کی تاثیر سے معلوم کیا جاتا ہے اسی طرح خدا تعالےٰ کی ہستی وراء الوریٰ ہے اور ظاہری آنکھ سے وہ پوشیدہ ہے اسے دل کی آنکھ سے دیکھا جاتا ہے گا۔ اور اس کی آواز کو دل کے کان سے سنا جاتا ہے گا۔ شریعت نے اس کے لئے یہ طریق بیان کیا ہے کہ خدا تعالےٰ کے حسن کو الفاظ میں بیان کیا جائے۔ اسے بار بار دہرایا جائے اور آنکھوں کے سامنے اس کی تصویر لائی جائے تا انسان مجبور ہو جائے کہ اس سے پیار کرے اور اس کا نام قرآن کریم میں ذکر الٰہی رکھا گیا ہے جیسے فرمایا

فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم

تم خدا تعالےٰ کو اس طرح یاد کرو جیسے تم اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہو۔ جیسے ایک چھوٹا بچہ کہتا ہے کہ میں نے اماں کے پاس جانا ہے اسی طرح تم بار بار خدا تعالےٰ کا ذکر کرو تاکہ تمہیں یاد ہو جائے کہ خدا تعالےٰ وراء الوریٰ ہستی ہے اس کا حسن براہ راست انسان کے سامنے نہیں آتا بلکہ اس کا حسن انسان کے سامنے نقل در نقل سے آتا ہے۔ اگر اس کے حسن کو الفاظ میں بیان کیا جائے اور پھر ہم اس پر غور کریں اور سوچیں تو آہستہ آہستہ وہ نقش فی الحجر کی طرح ہو جائے گی۔ اور معنوی طور پر اس کی شکل ہمارے سامنے آ جائے گی۔ خدا تعالےٰ کے جو ۹۹ نام بتائے جاتے ہیں وہ دراصل یہی چیز ہے

خدا تعالےٰ کے صرف ۹۹ نام

نہیں بلکہ اس کے نام ۹۹ ہزار میں بھی ختم نہیں ہوتے۔ علاوہ محض تفریق ہی ہے۔ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔ صوفیاء یا گزشتہ انبیاء نے ذہن نشین کرنے کے لئے یہ اصطلاح وضع کر دی کیونکہ ان ناموں کا ذکر یہودیوں کی کتابوں میں بھی آتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے اگر موٹے موٹے نام بھی گنے جائیں تو وہ بھی ۹۹ سے بڑھ جاتے ہیں۔ پھر نام در نام آ جاتے ہیں۔ پھر ان کی تشریح آ جاتی ہے۔ اور اس طرح یہ کئی ہزار کیا کئی لاکھ تک جا پہنچتے ہیں۔ ہم لفظ رب بولتے ہیں تو اس کا ہم پر کوئی خاص اثر نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ لفظ ہماری زبان کا نہیں خدا تعالےٰ نے انسانی دماغ اس طرح بنایا ہے کہ جب چیز کو انسان بچپن میں سمجھ لے وہ چیز فوراً اس کے ذہن میں آتی ہے باقی چیزیں براہ راست ذہن میں نہیں آتیں۔ دماغ ان کا ترجمہ کرتا ہے پھر وہ ترجمہ ہمارے ذہن میں آتا ہے مثلاً جب ہم لفظ "آتا" بولتے ہیں تو اس کا مفہوم فوراً ہمارے ذہن میں آ جاتا ہے۔ اس کا ہمیں ترجمہ نہیں کرنا پڑتا۔ لیکن جب ہم مالک اور ماسٹر کہتے ہیں تو ذہن ان کا ترجمہ کرتا ہے۔ بیشک بعض الفاظ ایسے بھی ہیں جو غیر زبانوں کے ہیں اور وہ ہماری زبان میں استعمال ہوتے ہیں وہ جب بولے جائیں۔ تو ان کا مفہوم براہ راست ہمارے ذہن میں آ جائے گا۔ لیکن وہ الفاظ صرف محدود معنوں میں ہمارے ذہن میں آتے ہیں مثلاً رب کا لفظ ہے عربی میں اس کے معنے بہت وسیع ہیں۔ لیکن جب یہ لفظ اردو میں استعمال ہوگا تو محدود معنوں میں استعمال ہوگا۔ ان محدود معنوں میں ترجمہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ لیکن دوسرے معنوں میں جب یہ لفظ استعمال ہوگا۔ تو پھر ترجمہ کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ جب یہ لفظ

وسیع معنوں میں

استعمال ہوتا ہے۔ تو پہلے ہم اس کے معنے ذہن میں لاتے ہیں۔ اور پھر اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد اسے دماغ کی تجریری میں رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح مالک کا لفظ ہے عربی میں یہ بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اپنے مادے کے لحاظ سے یہ کئی کیفیتوں پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن اردو زبان میں یہ لفظ محدود معنوں میں استعمال ہوتا ہے جب ان معنوں کے سوا یہ لفظ استعمال ہوگا۔ تو ہمارے دماغ کو اس کا ترجمہ نہیں کرنا پڑے گا بلکہ اس کا مفہوم براہ راست ہمارے ذہن میں آ جائے گا لیکن جب یہ دوسرے معنوں میں استعمال ہوگا تو پہلے ہم اس کے معنے ذہن میں لائیں گے۔ اور پھر اس کا اپنی زبان میں ترجمہ کریں گے اسی طرح رحمٰن ہے۔ رحیم ہے ان کا مفہوم بھی براہ راست ذہن میں نہیں بلکہ دماغ اس کا پہلے ترجمہ کرتا ہے۔ پھر وہ معنے دماغ کی تجریری میں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ تم اپنے دل میں رکھ کر دیکھ لو۔ تمہیں ابھی پتہ لگ جائے گا کہ ان کے کیا معنے ہیں۔ اگر تم رب کا لفظ کہو۔ تو فوراً اس کے بعض معانی ہمارے ذہن میں آ جائیں گے۔ کیونکہ یہ لفظ اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن رحمٰن کہو تو یہ فوراً ہمارے ذہن میں نہیں آئے گا۔ حالانکہ یہ لفظ ہم نے ہزاروں دفعہ استعمال کیا ہوگا۔ کیونکہ یہ لفظ ہماری زبان میں استعمال نہیں ہوتا۔ دماغ پہلے اس کا ترجمہ کرے گا۔ اسی طرح

غفور اور غفار کے الفاظ

ہیں۔ یہ عام الفاظ ہیں۔ اور ہم انہیں اپنی زندگیوں میں ہزاروں بار استعمال کر چکے ہوں گے لیکن ان کا مفہوم ہمارے ذہن میں فوراً نہیں آئے گا۔ ہمارے ذہن میں جو کچھ آئے گا وہ اس کا ترجمہ ہوگا اور اس میں کچھ وقت لگے گا۔ خواہ وہ سیکنڈ کا ہزارواں حصہ ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے تصویر کے کیمرے ہوتے ہیں۔ بعض کیمرے سیکنڈ کے سویں حصہ میں تصویر کھینچ لیتے ہیں۔ پھر ہوائی سے بڑے کیمرے ہوتے ہیں۔ وہ سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں تصویر کھینچ لیتے ہیں۔ اور جو ہوائی جہازوں میں کیمرے ہوتے ہیں وہ تو ان سے بھی بہت بڑے ہوتے ہیں۔ بہرحال وقت ضرور لگے گا خواہ وہ کتنا ہی قلیل ہو۔ تم رحمٰن۔ رحیم۔ غفور یا ستار کا لفظ بولو۔ اور پھر تجربہ کر کے دیکھ لو تمہیں یہ محسوس ہوگا کہ ان کے معنے سمجھنے پر وقت لگتا ہے۔ خواہ وہ وقت کتنا ہی قلیل ہو۔ لیکن جو الفاظ اردو زبان کے ہوں گے ان پر کوئی وقت نہیں لگے گا۔ اسی طرح جو

غیر زبانوں کے الفاظ

ہماری زبان میں مستعمل ہوتے ہیں جنہیں ہم کثرت سے بولتے اور سنتے ہیں۔ وہ ہمارے دماغ میں براہ راست داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہی معنے ہمارے دماغ میں داخل ہوں گے۔ جن میں وہ ہماری زبان میں استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن جن معنوں میں وہ ہماری زبان میں استعمال نہیں ہوتے۔ وہ چاہے کتنا ہی پڑھا ہوا ہی کیوں نہ ہو ترجمہ ہو کر ہی دماغ میں داخل ہوں گے۔ یہ محنت طلب بات ہے۔ مثالی رب مالک۔ رحمٰن رحیم کہنے سے اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں ہوتا جب تک تم ترجمہ کر کے اسے اپنے ذہن میں دہراؤ گے نہیں تو وہ دماغ کی قلم پر آ جائیں گے اور ایک لفظ بار بار دماغ میں آنے کے بعد تصویر کا ایک حصہ بن جائے گا۔ اور پھر متعدد الفاظ سے

خدا تعالےٰ کی ایک تصویر

بن جائے گی۔ اور پھر اس تصویر سے خدا تعالےٰ کا وجود سمجھ لیا جائے گا۔ خدا تعالےٰ کی کوئی صفت روحانی ماتھا بنا دے گی۔ کوئی صفت روحانی کان بنا دے گی۔ کوئی صفت روحانی آنکھ بنا دے گی۔ اور اس طرح ایک تصویر بن جائے گی۔ بہرحال خدا تعالےٰ کی تصویر روحانی طور پر سامنے آ جائے گی جس سے تم سمجھو گے کہ

خدا تعالےٰ ایک حسین چیز ہے

اور جب تم سمجھو گے کہ خدا تعالےٰ ایک حسین چیز ہے تو اس کی محبت خود بخود پیدا ہو جائے گی اسی چیز کا نام ذکر الٰہی ہے۔ اس کا رواج ہماری جماعت میں نہیں۔ دوسرے لوگوں میں اس کا رواج ہے۔ مثلاً پیروں اور فقیروں کی جماعتوں میں اس کا رواج عام طور پر پایا جاتا ہے۔ لیکن انہوں نے اسے ایک کھیل بنا دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک پیر کا واقعہ

سنایا کرتے تھے۔ وہ پیر شکار کا بہت شوقین تھا وہ ایک دن گھوڑے پر سوار ہو کر شکار کے لئے گیا۔ اور بڑی کوشش کے بعد اس نے ایک ہرن مارا۔ جب اس ہرن کو تیر لگا تو وہ تیز دوڑا۔ پیر صاحب نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑایا۔ آخر بڑی محنت کے بعد اسے پکڑنے میں کامیاب ہو گئے۔ پیر صاحب کو غصہ تھا کہ میرا گھوڑا بہت تھک گیا ہے۔ جب وہ ہرن کو ذبح کرنے لگے تو اپنے خیال میں وہ تکبیر کہہ رہے تھے۔ سور اتو نے میرا گھوڑا مار دتا۔ سور اتم نے میرا گھوڑا مار دتا۔ اس کا نام انہوں نے ذکر الٰہی رکھ لیا تھا۔ حالانکہ وہ لفظوں میں بھی نہیں ہوتا تھا۔ لیکن ان کی تسبیح چلی جا رہی تھی۔

میں نے پہلے بھی کئی دفعہ سنایا ہے کہ ہمارے ماموں

مرزا شیر علی صاحب

تھے۔ وہ ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی تھے۔ شاید میاں عزیز احمد صاحب کی دادی کے حقیقی بھائی یا قریبی رشتہ دار تھے۔ وہ قادیان میں آنے والوں کو ہمیشہ ورغلاتے رہتے تھے اور کہا کرتے تھے۔ دیکھو یہ مرزا صاحب کا فریب

رشتہ دار ہوں۔ میں بھی انہیں نہیں مانتا۔ مرزا صاحب نے دکان بنا رکھی ہے۔ صرف دکان مرزا شیر علی صاحب تسبیح خوب پھیرا کرتے تھے۔

مجھے خوب یاد ہے

کہ مجھے پڑھنا کا چلتا تھا۔ انہیں باغبانی کا شوق تھا اس لئے انہوں نے ایک باغیچہ بنایا ہوا جس میں سارا دن کام کرتے رہتے تھے۔ جہاں آج کل دارالضعفاء ہے۔ وہاں ان کا باغیچہ تھا۔ درختوں سے انہیں عشق تھا۔ اس لئے جونہی کسی نے کسی درخت کو چھیڑا تو انہیں معلوم ہوا اور وہ اس کے پیچھے بھاگ پڑے بچے شرارتیں کرتے ہیں۔ ہم تو بہت احتیاط کرتے تھے کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شدید مخالف تھے لیکن دوسرے بچے انہیں چھیڑا کرتے تھے۔ مثلاً کوئی بیدانہ کا درخت ہے تو بچوں نے پتھر مارنا۔ اسی طرح بیدانہ اتار کر کھانا۔ ماموں شیر علی صاحب نے جب بچوں کو پتھر مارتے دیکھنا تو ان کے پیچھے بھاگنا۔ اور گالیاں دینا سور۔ بدمعاش لیکن

تسبیح کے منکے

برابر چلتے جاتے تھے۔ کہ انہوں نے تو تسبیح پر سو دفعہ خدا تعالیٰ کا نام لیا تھا لیکن اس میں سے پچاس دفعہ تو انہوں نے سور اور بدمعاش کہہ دیا ہے۔ اب انہوں نے یہ طریق اختیار کیا ہوا تھا لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ اصل ذکر الٰہی بھی چھوڑ دیا جائے۔ ہمارے ہاں

ذکر الٰہی کا رواج

نہیں۔ مسجد میں جا کر کو وہاں آپس میں یہ گفتگو شروع ہوتی ہے۔ سنا ہے کہ آپ نے بھینس خریدی ہے کیسی ہے کتنے کو لی۔ فلاں جگہ آپ نے جانا تھا گئے نہیں۔ آپ کی ترقی کے معاملہ کا کیا بنا وغیرہ وغیرہ

مسجد میں خدا تعالیٰ کا نام لو۔ اور اس کی مالکیت کو ذہن میں لاؤ۔ قدوس کا نام لو۔ اور اس کی قدوسیت کو ذہن میں لاؤ۔ ستار کا نام لو۔ اور اس کی ستاریت کو ذہن میں لاؤ۔ اور غفور کا نام لو۔ اور اس کی غفوریت کو ذہن میں لاؤ۔ جب تم تصویر ہی نہیں کھینچو گے تو خدا تعالیٰ کی محبت کس طرح پیدا ہو گی۔

محبت کے لئے ضروری ہے

کہ یا تو کسی کا وجود سامنے ہو۔ مثلاً اسلام نے یہ کہا ہے کہ جب تم شادی کرو تو شکل دیکھ لو اور جہاں شکل دیکھنی مشکل ہو۔ وہاں تصویر دیکھی جا سکتی ہے۔ جب میری شادی ہوئی میری عمر چھوٹی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈاکٹر رشید الدین صاحب کو لکھا کہ لڑکی کی تصویر بھیجدیں۔ انہوں نے تصویر بھیج دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ تصویر مجھے دے دی۔ میں نے جب کہا کہ یہ لڑکی مجھے پسند ہے۔ تب آپ نے میری شادی وہاں کی۔ پس بغیر دیکھنے کے محبت ہو کیسے؟ یہ تو

ایسی ہی چیز ہے

کہ خدا تعالیٰ تمہارے سامنے آئے اور تم آنکھوں پر ہاتھ رکھ لو۔ اور پھر کہو کہ خدا تعالیٰ کی محبت ہو جائے۔ وہ محبت ہو کیسے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر ہے ؎

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمال یار کے آثار ہی سہی

یعنی کچھ تو ہو۔ اگر محبوب خود سامنے نہیں آتا تو اس کی آواز ہی سنائی دے۔ اس کے حسن کی کوئی نشانی تو نظر آئے۔ یہ تصویر ہے خدا تعالیٰ کی۔ رب۔ رحمٰن۔ رحیم۔ مالک یوم الدین۔ ستار۔ قدوس۔ مومن۔ مہیمن۔ سلام۔ جبار اور غفار اور دوسری صفات الٰہیہ یہ نقشے ہیں جو ذہن میں کھینچے جاتے ہیں۔ جب متواتر ان صفات کو ہم ذہن میں لاتے ہیں اور ان کے معنوں کو ترجمہ کر کے ذہن میں بٹھا لیتے ہیں تو کوئی صفت خدا تعالیٰ کا کان بن جاتی ہے کوئی آنکھ بن جاتی ہے۔ کوئی صفت ہاتھ بن جاتی ہے اور کوئی صفت دھڑ بن جاتی ہے اور یہ سب مل کر

ایک مکمل تصویر

بن جاتی ہے۔ یہ تصویر الفاظ سے نہیں بنتی بلکہ اس حقیقت سے بنتی ہے جو اس کے پیچھے ہے ان صفات کی تشریح کر دماغ میں لانے سے یہ دماغ کے اندر جمتی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ محبت الٰہی پیدا ہو جاتی ہے یہ کوشش کرنا کہ تصویر کے سامنے لائے بغیر محبت ہو جائے یہ حماقت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تصویر کو سامنے لانے کا ذریعہ ذکر الٰہی ہے۔ اور یہ قرآن کریم میں مذکور ہے اب اگر کوئی کہے کہ محبت الٰہی کا کوئی گر بتاؤ تو یہ بیہودہ بات ہوگی کسی شخص کو یہ بتایا جائے کہ تم ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر فلاں صاحب کا اتنی دفعہ ذکر کیا کرو۔ تو وہ کہے گا۔ سبحان اللہ! کیا عمدہ گر ہے محبت الٰہی کے پیدا کرنے کا۔ لیکن اگر یہ کہیں کہ ذکر الٰہی کرو تو وہ سمجھے گا کہ یہ بھی کوئی گر ہے یا اگر کسی کو کہا جائے گا۔ لیکن اگر کہیں ستار۔ غفار۔ رحمٰن اور رحیم کا ورد کرو۔ تو وہ کہے گا یہ تو پرانی بات ہے۔

غرض لوگ

سیدھا رستہ چھوڑ کر

بے راستہ چلتے گئے ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی روٹی کی بجائے کان میں روٹی ٹھونس لے اور کہے کہ پیٹ میں کیوں نہیں جاتی۔ کان میں روٹی ٹھونسنے سے وہ پیٹ میں نہیں جائے گی بلکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مر جائے گا۔ اسی طرح محبت الٰہی بھی تصویر کو دیکھنے سے ہوتی ہے اور جو شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ بغیر تصویر کے محبت الٰہی پیدا ہو جائے وہ بے وقوف ہے ہزاروں بار دیکھنے پڑھنے اور سننے میں آیا ہے۔ کوئی شخص گاربو یا کسی اور ایکٹرس پر عاشق ہو گیا۔ حالانکہ گاربو یا وہ ایکٹرس اس نے دیکھی بھی نہیں ہوتی سکرین پر شکل دیکھی اور اس پر لٹو ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبت صرف دیکھنے سے ہی پیدا نہیں ہوتی سننے اور تصویر دیکھنے سے بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور غیر مرئی چیز کی تصویر اس کی صفات ہوتی ہیں اگر کوئی

خدا تعالیٰ کی صفات

کو بار بار ذہن میں لائے تو آہستہ آہستہ اس کا نقشہ بن جائے گا تم پانی یا ملائی کی برف بناتے ہو تو اس کو بار بار ہلاتے ہو کیا پہلے جھٹکے میں ہی برف بن جاتی ہے۔ اس پر بہرحال وقت لگتا ہے اور بار بار ہلانے سے برف بنتی ہے۔ اسی طرح محبت الٰہی بار بار ذکر الٰہی کرنے سے پیدا ہوتی ہے لیکن ایک دو دو دفعہ ذکر الٰہی کرو گے یا غلط طور پر ذکر الٰہی کرو گے تو نتیجہ کار تمہاری کوشش ضائع ہو جائے گی لیکن اگر تم ٹھیک طور پر ذکر الٰہی کرو گے اور بار بار کرو گے

محبت الٰہی

پیدا ہو گی۔ صفات الٰہیہ کا بار بار دہرانا اور تواتر سے دہرانا جس سے خدا تعالیٰ کی تصویر بنتی ہے اور جس تصویر کی وجہ سے محبت پیدا ہوتی ہے خدا تعالیٰ کی تصویر کو نظر انداز کر کے غیر طبعی طور پر محبت الٰہی کو پیدا کرنا حماقت کی چیز ہے اور ایسے لوگ سر مار مار کر مر جاتے ہیں لیکن انہیں ملتا کچھ نہیں۔

اعلان نکاح

مورخہ ۲ر اکتوبر ۱۹۶۴ء بروز جمعۃ المبارک حضرت مولوی عبد الرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں میری بھتیجی بہن عزیزہ منصورہ بیگم بنت محترم سیٹھ خیرالدین صاحب مرحوم آف لکھنؤ کا نکاح مکرم چوہدری سردار احمد صاحب ولد مکرم چوہدری غلام رسول صاحب مڈل سیکس Middle Sex انگلستان کے ساتھ مبلغ تین ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

خاکسار

(چوہدری) سعید احمد نائب ناظر بیت المال قادیان

قادیان دار الامان میں جماعت احمدیہ کا تہتر واں

جلسہ سالانہ

مورخہ ۱۸، ۱۹، ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۴ء منعقد ہوگا

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۱۸، ۱۹، ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۴ء کی تاریخیں رکھی گئی ہیں تا کہ دوست کرسمس کی چھٹیوں اور کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست ہے کہ عہدہ اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے موقعہ پر برابر یہ اعلان جلسہ سالانہ تک کے کے زیادہ سے زیادہ احباب و زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ دوست اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی فوائد اور برکات حاصل کر سکیں۔

بھوشیہ مہاپران پر ایک طائرانہ نظر

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

(۲)

مہاراجہ بکرماجیت اور شالباہن

اس "پران" میں ساکا راجہ اور جناب مسیح کی ملاقات کا ذکر مہاراجہ بکرماجیت اور شالباہن کے بعد راجہ بھوج سے پہلے کیا گیا ہے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ بھوشیہ مہاپران کے یہ تینوں مہاراجے قصوں اور کہانیوں کے ہیرو کہلاتے ہیں۔ اہل تاریخ انہیں کوئی خاص مقام دینے پر تیار نہیں مگر میرے نزدیک یہ مؤرخوں کی سراسر زیادتی اور ناقدردانی ہے

ہندوؤں کی لوک کتھاؤں "یعنی عوامی روایات میں تینوں مہاراجے ضرب المثل کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ یہ تینوں نہایت عادل۔ رعایا پرور اور خدا ترس راجے ہو گزرے ہیں۔

بکرمی سمت

ان میں سے بکرماجیت اور شالباہن کے زمانے کی تعیین ان کی اپنی اپنی "سمتوں" سے ہوتی ہے۔ مہاراجہ بکرماجیت کا زمانہ ۵۷ سال قبل مسیح بتایا گیا ہے۔ بکرمی سمت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے وہ سمت جو بکرماجیت کی طرف منسوب ہے۔ آج کل اکیسویں صدی کی پہلی دہائی میں پہنچ گئی ہے۔

شالباہن سن کی ابتداء ۷۸ سال قبل مسیح ہوتی ہے۔ اور اس وقت یہ انیسویں صدی کی آخری دہائی میں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوت رشی نے راجہ شالباہن اور ساکا راجہ کے درمیان ایک دو راجوں کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔ جس طرح شالباہن اور راجہ بھوج کے درمیان بہت سے چھوٹے چھوٹے راجوں کا ذکر چھوڑ دیا گیا ہے۔

یہ تو ساکا راجہ کے سوال اور جناب مسیح کے جواب سے نہایت ہی عیاں ہے کہ ان دونوں کی یہ ملاقات واقعہ صلیب کے بعد ہوئی۔ اور اگر آپ کو صلیب ۳۳ سال کی عمر میں دی گئی تو آپ کشمیر اس کے چند ماہ بعد جبکہ ممکن ہے کہ سال دو سال بعد پہنچے ہوں یعنی مروجہ سن عیسوی کے لحاظ سے ۳۴ یا ۳۵ میں لیکن اس پران کی روایت یہ ہے کہ شالباہن نے بکرماجیت کے بعد ۶۰ سال تک حکومت کی اور بکرماجیت کا زمانہ ۵۷ سال قبل مسیح ہے۔ بحساب شالباہن کی وفات ۳ عیسوی میں ہوئی ہے اس کے بعد اجین کے تخت پر کون بیٹھا اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اس کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر راجہ بھوج تک کوئی قابل ذکر راجہ اس تخت پر نہیں بیٹھا۔

چندر گپت ثانی

اس جگہ ایک اور اشتباہ کا ازالہ ضروری ہے یعنی کہ تاریخ ہندمیں "بکرماجیت" نام کے دو مہاراجے گزرے ہیں۔ ایک تو یہی جس کا بھوشیہ مہاپران میں ذکر ہے۔ اس کا پایۂ تخت صوبہ مالوہ (مدھیہ پردیش) کا شہر اجین تھا۔ دوسرا بکرماجیت جو چوتھی صدی عیسوی میں "گپت خاندان" کا ایک نامور راجہ گزرا ہے۔ اس کا اصل نام "چندر گپت ثانی" ہے۔ اس نے بکرماجیت کا لقب اختیار کیا تھا۔ جس کے معنے "شمس الدولہ" کے ہیں۔ اس کا پایۂ تخت "پاٹلی پتر پٹنہ" تھا

چندر گپت ثانی بھی پورے برصغیر پر متصرف تھا۔ اس نے "مالوہ" پر بھی چڑھائی کی تھی اور اس کو فتح کیا تھا۔ اس لئے مالوہ اور اجین کی تاریخ میں اس کا ذکر بھی آتا ہے اس لئے بعض اوقات ان دونوں راجوں کی شخصیتوں میں اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے یہ اشتباہ دور کرنے کے لئے ہمیں مالوہ کے بکرماجیت کو "بکرماجیت اول" اور گپت خاندان کے بکرماجیت کو "بکرماجیت ثانی" کہنا چاہیئے۔

انگلش ترجمہ

میں نے ایک دوست کی مدد سے بھوشیہ مہاپران کا انگلش ترجمہ کے ساتھ جا بجا سے مطالعہ کیا۔ میرا خیال ہے کہ صحیح معنوں میں اس کی حیثیت ایک بین الاقوامی تاریخ کی ہے اس میں روئے زمین کے ان تمام حصوں کو ہم جستہ جستہ واقعات پائے جاتے ہیں جو اس وقت لوگوں کو معلوم تھے۔ اور طرز بیان کہیں کہیں ایسا ہے کہ بے ساختہ ہنسی آجاتی ہے مثلاً کلیگ کے ذکر میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ اور حضرت یوشع پر ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد ایک لمبے زمانے کی تاریخ محذوف ہے۔ راوی اس کی وجہ بتاتے ہوئے کہتا ہے کہ یہاں تک واقعات بیان کرتے کرتے رشی کو اونگھ آنے لگی۔ وہ سو گیا اور مسلسل دو ہزار آٹھ سو سال تک سوتا رہا۔ اور جب جاگا تو بہت سے راجوں اور مہاراجوں کا ذکر چھوڑ کر آگے کو بڑھ گیا۔ اس کتاب میں پیشگوئیوں کا نزول تو اس طرح ہوتا ہے کہ چودھویں صدی عیسوی تک کی پیشگوئیاں موجود ہیں۔

اس کتاب کا سن تصنیف الحاقی ہے اور کون ساتھ ہی اس کا فیصلہ تھا جب دور غور کرنا ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ ساکا راجہ اور مسیح کی ملاقات کا حصہ الحاقی نہیں ہو سکتا چونکہ اس میں وہ بات کہی گئی ہے جو عیسائیوں اور مسلمانوں کے عام عقیدے کے خلاف ہے۔ ان دونوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ جناب مسیح واقعۂ صلیب کے بعد سیدھے آسمان پر چلے گئے۔ یہ وہ ایسی بات کیسے کہہ سکتے تھے جس سے ان کے عقیدہ پر شدید ضرب آتی ہے۔ لیکن سوت رشی باوجودیکہ اس کو جناب مسیح کی موت و زندگی سے کوئی عقیدت نہیں۔ اس لئے جو واقعہ تاریخی طور پر ظہور میں آیا یا ظہور میں آنے والا تھا وہ بیان کر دیا۔

مگر یہ امر بہرصورت حیرت انگیز ہے کہ ہندو قوم جو اپنی خلوت پسندی میں یگانۂ روزگار مانی گئی ہے۔ اس کے پاس بین الاقوامی تاریخ کا یہ ذخیرہ کہاں سے آگیا؟

ابھی بھوشیہ مہاپران پر مزید تحقیقات کی بڑی گنجائش ہے۔ محقق دوست احباب کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

ضروری تصحیح

میں نے اس مضمون کی پہلی قسط میں یہ لکھا ہے کہ جناب مسیح کی ایک "ہندو مہاراجے" سے ملاقات ہوئی مگر یہ غلط ہے۔ یہ راجہ ہندو نہیں بلکہ ترکی راجہ تھا یعنی ساکا راجہ جو ترکی قبائل کی ایک شاخ ہے۔

سمیع اللہ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

لندن میں جلسہ سالانہ کا انعقاد

(بقیہ صفحہ اول)

یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

رات کے کھانے اور مغرب عشاء کی نمازوں کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی اس تقریر کا ریکارڈ سنایا گیا جو آپ نے ۱۹۶۳ء کے جلسہ سالانہ منعقدہ ربوہ کے موقعہ پر فرمائی تھی۔ اس کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ریکارڈ شدہ تقریر جو حضور نے جلسہ سالانہ ۱۹۵۴ء کے موقعہ پر فرمائی تھی کے بعض حصے سنائے گئے۔ احباب نے حضور کی یہ تقریر محبت و عقیدت کے گہرے جذبات سے لبریز ہو کر ایک خاص محویت کے عالم میں سنی یہ پروگرام دس بجے شب تک جاری رہا

اختتامی اجلاس

جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری اجلاس مورخہ ۳۰ر اگست کو دوپہر کے کھانے کے بعد منعقد ہوا۔ ظہر اور عصر کی نمازیں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی اقتداء میں ادا کی گئیں۔ اختتامی اجلاس میں صدارت کے فرائض مکرم عبد العزیز صاحب دین نے ادا کئے۔ کرسیوں کا آگے چند قطاریں مقامی باشندوں کے لئے مخصوص تھیں۔ اس اجلاس میں احباب جماعت کے علاوہ ورلڈ کی کلبوں کے متعدد ممبران اور دیگر حضرات شریک ہوئے۔ پنڈال سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس اجلاس میں تلاوت قرآن مجید اور صاحب صدر کی مختصر افتتاحی تقریر کے بعد محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر انگریزی میں ایک مبسوط تقریر فرمائی لوگوں نے آپ کی تقریر کو بہت توجہ اور انہماک سے سنا اور اس میں گہری دلچسپی لی۔ آپکی تقریر کے بعد جماعت احمدیہ انگلستان کا پہلا جلسہ سالانہ کامیابی اور خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تعزیتی قراردادیں

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر حسب ذیل جماعتوں کی طرف سے تعزیتی قراردادیں بغرض اشاعت موصول ہوئی ہیں:۔

۱۔ منجانب مکرم سید محمد سلیمان صاحب جمشید پور (بہار)
۲۔ " " امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد دکن
۳۔ " محترمہ سیدہ حمیدہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ کیرنگ (اڑیسہ)

بوجہ عدم گنجائش مرسلہ قراردادیں مفصل طور پر شائع کرنے سے معذوری ہے۔

اللہ تعالیٰ تعزیت کرنے والوں کو جزائے خیر دے اور ان کے اموال میں برکت ڈالے اور حضرت مرحومہ کو اپنے قرب خاص میں جگہ دے آمین۔

(ادارہ)

تبرکات

دُعاؤں کی درخواستیں

از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

(منقول از الفضل ۱۹۵۴ء مرسلہ جناب ثاقب صاحب مجلس خدام الاحمدیہ ڈگری)

(۲)

۶۔ اپنے لئے آپ بھی دعا کرو۔ ان درخواستوں سے مخفی رنگ میں یہ بھی نظر آتا ہے کہ بعض لوگوں نے دعا کا کاروبار دوسروں پر ہی ڈال رکھا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود اپنے لئے دعا کم کرتے ہیں۔ اور کرتے ہیں تو سرسری طور پر۔ لیکن جب ضرورت خاص آپڑتی ہے تو لوگوں کے گرد منڈلاتے پھرتے ہیں گویا اپنے تئیں بڑی دعاؤں سے نااہل اور عظیم الشان امور کی قبولیت کے قابل سمجھتے ہیں بے شک یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو عزت اور تکریم دینے کے باعث اور مصالح کی وجہ سے ان کو اپنے اور مخلوق کے درمیان شفیع بنا رکھا ہے۔ اور قاعدہ اعظم اسی شفاعت کرنے والی فوج کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کا انبیاء اور سابقین سے تعلق بھی ہر بندہ کے ساتھ ایک خاص پرائیویٹ اور Confidential کنفیڈنشل ہے کہ اس سے بھی فائدہ اٹھانا ضروری ہے۔ ورنہ پھر وہ اپنا خدا یا میرا خدا یا "میرا اپنا خدا" نہیں رہتا بلکہ صرف ہمارا خدا رہ جاتا ہے اور بغیر پیر کے اپنے خدا کے کسی الٹے بات کی توقع اور امید ہم اس سے نہیں رکھ سکتے۔ اور کثرت دعا ہی خدا کو میرا اپنا خدا بنانے کا ذریعہ ہے۔ پس اپنے بزرگوں کو بھی دعا کے لئے کہو اور اپنے دوستوں کو بھی دعا کے لئے کہو اور اپنے بیوی بچوں کو بھی دعا کے لئے کہو مگر سب سے پہلے اپنے خدا کے آگے آپ خود دعا کیلئے کہو مگر سب سے پہلے اپنے خدا کے آگے آپ خود دعائیں کرو تاکہ تمہارا خدا بھی تمہارا کچھ لگتا ہو۔ اور بحکم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیر ہو۔ پیر پرست نہ ہو۔ اور ملا ہو اور ملا پرست نہ ہو اور اس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کے فرمودہ "قبولیت دعا کے ذرائع" کا مطالعہ کرو۔ اور دعا مانگنے کے طریقے سیکھو۔ نہایت مؤثر الفاظ بناؤ۔ ایسے مؤثر کہ وہ تمہارے دل کو ہلا دیں۔ پھر حرکات مضطربانہ کیساتھ اس کی رحمت کے عرش میں لاڈالیں گویا ایک الگ جگہ چلے جاؤ یا بیت الدعا بنالو اور دروازہ بند کر کے عاجزی اور تضرع سے دعا کرو چیخیں اور بے شک چھوٹی ہی سہی۔ بے قراری ظاہر کرو بے شک مصنوعی ہی ہی یوں جس طرح مصیبت زدہ بسورتا ہے۔ یوں سسکیاں لو جس طرح غم زدہ سسکیاں لیتا ہے۔ یوں ہائے ہائے کرو جس طرح درد زدہ والا کراہتا ہے۔ یوں لوٹو جس طرح درد گردہ والا لوٹتا ہے اور یوں اپنے تئیں خاک میں ملاؤ جس طرح رونے والا بچہ مٹی میں لوٹ جاتا ہے۔ پھر دیکھو کہ تمہارا وہ رونا بسورنا وہ چیخیں مارنا وہ لوٹنا وہ تضرع وہ آہ وزاری کا خود تم پر کیا اثر کرتے ہیں۔ اور جب اثر آگیا تو سمجھو دعا اوپر چڑھتی ہے اور تیر کی طرح اور ساتھ ہی بیت الدعا کے دروازہ کو قبولیت اور استجابت کھٹکھٹانے لگتی ہیں خود اندر آنے کے لئے تمہارے اضطراب سے زیادہ بے قرار ہوتی ہیں اور جب یہ استجابت اور قبولیت اندر داخل ہو جاتی ہیں تو پھر ایک ٹھنڈک پڑ جاتی ہے اور اطمینان اور چین نازل ہو جاتا ہے اور پھر یوں معلوم ہوتا ہے کہ اٹھو جاؤ اب تمہاری دعا قبول ہو گئی۔ آنسو خشک ہو جاتے ہیں اور انسان ہر ایک مسرت اور انبساط دونوں طاری ہو جاتے ہیں اور بندہ جو ایک نامقبول حالت میں اندر داخل ہوا تھا ساتھ ہی نامظفر و منصور، در مقبول و منظور ہو کر باہر نکل آتا ہے۔ سو یہ حالت حاصل کرو اور اس کے لئے کوشش کرو اور اسے سیکھو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ اس دروازہ سے نہ صرف دعا ہی قبول ہوتی ہے بلکہ معرفت اور محبت بھی ملتی ہے۔

۷۔ قبولیت دعا کو خلیفۃ المسیح کی طرف منسوب کرو۔ ساتواں ایک نکتہ ادب یہ بھی ہمیشہ کے لئے یاد رکھو جب کسی دعا کے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام اور دیگر بہت سے احباب سے درخواست کرو اور وہ بات پوری ہو جائے تو اس دعا کی قبولیت ہمیشہ حضور کی طرف منسوب کرو کیونکہ اگر کسی امیر آدمی بادشاہ کے پاس سفارش بھیجا ہیں اور وہ سفارش منظور ہو جائے تو سیح یہی کہا جائے گا کہ امیر وزیر کی سفارش کے لحاظ سے یہ کام ہوا ہے۔ یہ کوئی نہیں کہتا کہ اس وفد میں جو زید بکر یا اور کوئی معمولی حیثیت کا شخص شامل تھا اس کی سفارش مانی گئی۔ اور امیر وفد کا کوئی اثر اور رسوخ کام نہیں آیا۔ پس حقیقت یہی ہے کہ باوجود سب کی دعا کے امام جماعت کی دعا قبول ہونے کے ہر سے سیدنا امیر المومنین ہی ہیں جن کی طرف یہ قبولیت منسوب کی جائے گی۔

۸۔ مؤثر الفاظ اور مؤثر حرکات۔ خاص دعا کے لئے ہمیشہ مؤثر الفاظ اور مؤثر حالت نہایت لازمی ہے کیونکہ ابتداءً یہی قبولیت کا پہلا زینہ ہے۔ مگر عموماً لوگ یہ سنکر ہاں ہاں کردیں گے اور تحقیقاً کوئی بات نہیں سمجھیں گے جب تک مثال نہ دی جائے گی۔ مؤثر الفاظ کی مثال سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ دعا ہے جس میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ اے میرے خدا تو نے مجھ میں ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا جو آپ نے بدر میں کی تھی۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِکْ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا یعنی اے اللہ اگر یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر تیری عبادت کرنے والے اس روئے زمین پر کوئی نہ رہے گا یا جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے فرمایا ہے ؎

غیر کو سونپ نہ دیجیو کہ کوئی خادم در کر گیا تھا ہمیں تیرے ہی حوالے پیارے

پس اور معرفت آگئی تو سمجھو کہ مسالم بالا میں بھی ایک رقت کا عالم پیدا ہو جاتا ہے۔ اور فرشتے اور مقربین مت اثر ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت متاثر ہو جاتی ہے۔ اور پھر نتیجہ ظاہر ہے۔

ایسا ہی معاملہ مؤثر حرکات کا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ خدا کے سامنے عاجزی سے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاؤ۔ توبہ کے وقت دونوں کان پکڑ کر توبہ کرو بلکہ خلوت میں اسی طرح کسی بڑے گناہ کی توبہ کے لئے خدا کے حضور کھڑے ہو جاؤ جس طرح پرانے زمانے کے استاد لڑکوں کو ٹانگوں کے نیچے سے ہاتھ نکلوا کر کان پکڑنے کی سزا دیتے تھے تو شاید دو منٹ بھی اس ذلت کے نظارہ کو نہیں گذرتے کہ استجابت والی رقت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس ذلیل کرو۔ ذلیل کرو اپنے تئیں اور اپنے نفس کو خدا کے آگے تاکہ عزت ملے اور قبولیت نازل ہو۔ بعض دفعہ دعا کرنے سے قبل ایسی گرہ دل کو لگ جاتی ہے کہ وہ کھلنے میں نہیں آتی اس کے لئے ایک یہ ترکیب بھی ایک حدیث کے موجب معنی نکالی ہوئی ہے۔ یعنی اپنے سر اور منہ کو غبار آلودہ کرے اور اپنے بالوں کو پراگندہ کرے اور سجدہ میں پڑ جائے اور کہے کہ اے میرے رب یہ اشعث اغبر آگیا ہے اور تیری درگاہ سے فلاں مطلب کے بغیر ہرگز نہیں ٹلے گا۔ اور خدا کی قسم کبھی لے بغیر نہیں ٹلے گا کیونکہ تیرے ہی پیغمبر نے تیری طرف سے دنیا میں یہ اعلان کیا ہے کہ رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ (یعنی بہت سے بال پراگندہ اور خاک آلود ایسے ہیں کہ اگر وہ خدا پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پورا کرے گا) اسی طرح اگر نماز دل کے اندر دعا کرنی ہو تو اس وقت قلب کے لئے قرآن مجید کی آیات ہی بعض اوقات دل کو پگھلا دیتی ہیں مگر ہر مذاق اور ہر دل کے مناسب حال یہ آیات الگ الگ ہوتی ہیں مثلاً ان با توں یعنی آیات میں سے میں ایسی آیات کو اپنے اندر مؤثر پاتا ہوں۔

(۱) سورۃ فاتحہ (۲) رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا فَاعْبُدْہُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِہٖ ھَلْ تَعْلَمُ لَہٗ سَمِیًّا (۳) وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ (۴) وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّھَا وَوُضِعَ الْکِتٰبُ ۔۔۔۔۔ الآیۃ۔ (۵) وَھُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ (۶) اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْرَآئِیْلَ وَمِمَّنْ ھَدَیْنَا وَاجْتَبَیْنَا اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا۔

مجھے نہیں یاد کہ میں نے ساری عمر یہ آیت پڑھی ہوں اور میری آنکھیں پرنم نہ ہوئی ہوں۔ (۷) لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (۸) قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ الخ (۹) اسی طرح تمام رکوع اِنَّ الْاَبْرَارَ والا (۱۰) یا سورہ احزاب میں مِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا (۱۱) اور عَلَی الثَّلٰثَۃِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰٓی اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْھِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ والی آیت (۱۲) اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ (۱۳) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (۱۴) سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ غرض اسی طرح بیسیوں آیات ہیں جو اس وقت ذہن میں مستحضر نہیں ہیں اور نہ یہاں لکھنے کی گنجائش ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے ہاں ایک نوکر تھا وہ جب صبح اٹھ کر بار بار کرا ہتا یہ وظیفہ پڑھتا کہ "رب جلیل میں عبد ذلیل" تو اس پر تو نہیں مگر میرے دل پر اس کا یہ اثر ہوتا تھا۔ پس مطلب دل کو رقیق اور مضطرب بنانا ہے مع توجہ الی اللہ کے اور جب یہ حالت پیدا ہو جائے تو پھر معاملہ آسان ہو جاتا ہے۔ اسی لئے میں نے صرف ایک ذرا سا اشارہ کر دیا ہے آگے خود اپنے لئے راستہ نکالو اور ہر شخص کے لئے الگ الفاظ اور الگ الگ حرکات اس کے دل کو نرم اور رقیق کرنے کے ہوتے ہیں مگر اصل مفہوم اگر سمجھ لیا جائے تو عاقل را اشارہ کافی است اس سے زیادہ کا اظہار اپنے

نہیں پبلک میں شرمندہ کرتا ہے اور آیات کے سوا بعض اشعار حضرت صاحب کے اور بعض فقرے بزرگوں کے بھی اس طرح موثر ہیں بلکہ خود بنانے کا ملکہ حاصل کرنا چاہیئے۔

اسی طرح جب کوئی خاص مشکل حل نہ ہوتی ہو تو سفر پر چلا جاوے۔ اور ریل میں دعا کرے اور اللہ تعالیٰ کو اس کا وعدہ یاد دلاتے جو اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی معرفت ہم سے کیا ہے کہ مسافر کی دعا کو قبول کروں گا یا تہجد کے وقت اُٹھ کر دعا مانگے وہ وقت بڑی قبولیت کا ہے۔ اور اس وقت خدا تعالیٰ عرش سے اُتر کر پہلے آسمان یعنی تمہارے چھت پر آجاتا ہے۔ اور اس کا رنگ حاکمانہ نہیں بلکہ دوستانہ ہوتا ہے اور چھپ چھپ کر سُننے آتا ہے کہ میرا کون بندہ اس وقت مجھ سے دعا کر رہا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کا متبرک کپڑا اوڑھ کر دعا کرنا یا حضور کی قبر پر جا کر خدا تعالیٰ سے دعا مانگنا بھی میرے تجربہ میں بہت بابرکت ثابت ہوا ہے۔ لیکن جو شرف اس معاملہ میں مسجد مبارک کے پرانے حصہ کو حاصل ہے وہ اور کہیں نہیں بس ہمیشہ خدا تعالیٰ کے پیچھے پڑے رہو۔ اور کبھی اس معاملہ میں استغنا ظاہر نہ کرو ورنہ ہلاکت ہے۔ کیونکہ خدا اور بندہ کے درمیان سوائے بھیک مانگنے کے سوا اور کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ اسی سے محبت کرتا ہے جو اُس سے بہت مانگتا ہے اور اس سے نفرت کرتا ہے جو اس سے مانگنے سے کراہت کرتا ہے۔ در اصل ایسا شخص متکبر ہے۔

۹۔ دعا فروشوں سے خطاب۔ نوٹ اب میرا روئے سخن بعض ان دوستوں کی طرف ہے جو گو نیک ہیں اور نیک نیت بھی ہیں مگر کسی غلطی کی وجہ سے انہوں نے ایک گونہ دعا فروشی کا رنگ اختیار کر لیا ہے۔ میں اس کے متعلق کوئی تفصیل نہیں دوں گا۔ صرف یہ عرض کروں گا کہ یہ کام مکروہ ہے۔ بے شک وہ دعا کریں۔ مگر اس کا معاوضہ خود کچھ کہہ کر نہ طلب کریں کیونکہ اس سے دعا کی برکت اور عظمت اور اصلی قدر کم ہو جاتی ہے۔ اور دوسری دیگر ادنیٰ اشیاء کی طرح ایک معمولی حیثیت کے قابل خرید و فروخت چیز رہ جاتی ہے۔ مجھے یقین ہے اگر دعا سے پہلے کسی نذرانہ کا سوال قطعًا نہ آئے تو پھر بھی اتنا ہی یا اس سے بڑھ کر نذرانہ پہنچے گا اور توحید و توکل کا درجہ اور بلند ہوگا اور لوگوں کے اعتقادی حالت زیادہ بہتر ہو جائے گی اور روحانی فضا زیادہ صاف ہو جائے گی۔ اور عوام الناس و دعا کرانے والوں کی توجہ مرکز خلافت کی طرف زیادہ رہے گی اور بس۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

ختم شدہ دیباچہ عشق یعنی باب اول کتاب "مذہب عشق"

جلسہ پیشوایان مذاہب

جماعت احمدیہ کالیکٹ

مورخہ ۲۹؍ ستمبر ۶۲ء کو ٹاؤن ہال کالیکٹ میں جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد ہوا۔ چونکہ مولوی عبد اللہ صاحب فاضل کی صحت اچھی نہ تھی۔ اس لئے محمد صالح صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کرونگاپلی نے جلسہ کی صدارت کی۔ جلسہ کی کارروائی ساڑھے پانچ بجے شام شروع ہوئی۔ چونکہ ہال میں گنجائش نہ رہی تھی اس لئے بہت سے دوستوں کو باہر کھڑے رہنا پڑا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کامیاب رہا۔ ایک بک سٹال بھی لگوایا گیا جہاں لٹریچر فروخت کیا گیا۔ کیرالہ کے خاص اخبارات نے جلسہ کی مکمل رپورٹ شائع کی۔ "مسلم محمودی" اخبار نے مع فوٹو جلسہ کے حالات شائع کئے۔ جلسہ کا افتتاح کشا این چیف ایڈیٹر محمودی نے کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے جلسہ کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار

اے۔ کے محمد کویا سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کالیکٹ

اعلانِ نکاح — مورخہ ۲۰؍ ستمبر ۱۹۶۲ء بروز بدھ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم جناب مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل امیر مقامی قادیان نے مکرم شیخ عبد القدیر صاحب درویش کارکن بیت المال کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ مکرم شیخ صاحب موصوف کا نکاح عزیزہ حلیمہ بیگم صاحبہ دختر مکرم چوہدری شیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ چارکوٹ سے بعوض مبلغ پانچ صد روپیہ حق مہر قرار پایا ہے احباب کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر دو خاندان کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے آمین

خاکسار عبد الحمید عاجز ناظر بیت المال قادیان

نظارت امور عامہ کا ایک نہایت ضروری اعلان

نظارت ہذا کی طرف سے نئے انتظام کے ماتحت جملہ سیکرٹریان امور عامہ یا صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ کی خدمت میں (۱) فارم کوائف رشتہ ناطہ (۲) فارم مردم شماری (۳) متعدد فارم رپورٹ کارگذاری سیکرٹریان امور عامہ مع چارٹ فرائض سیکرٹریان امور عامہ کے علاوہ اس تعلق میں ایک مفصل چٹھی بھی بھجوائی جاری ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) جملہ سیکرٹریان امور عامہ یا جہاں اس عہدہ کا انتخاب نہ ہوا ہو۔ وہاں کے صدر صاحبان اپنے حلقہ کے تمام ایسے قابل شادی اناث و ذکور (جنمیں بیوہ اور معذور مرد اور عورتیں شامل ہوں) کے کوائف مرتب کر کے بھجوائے جاویں جن کی شادیاں مرکز سے تعاون لئے بغیر ممکن نہ ہوں جنکی شادیاں آپس میں یا اپنے ہی علاقہ میں آسانی سے نہ ہو سکتی ہوں۔ انکے کوائف بھجوانے کی ضرورت نہیں۔

(۲) تمام عورتوں مردوں۔ بوڑھوں اور نومولود بچوں تک سب کی مردم شماری مطابق ارسال کردہ فارم مردم شماری جلد از جلد مرتب کر کے بھجوائی جاوے۔ جہاں جماعت نہ ہو۔ مگر ایک آدھ احمدی گھرانہ وہاں رہتا ہو۔ اُسے بھی قریبی جماعت کی مردم شماری میں ضرور شامل کر لیا جاوے۔ اور کوئی فرد حتی الوسع اس مردم شماری سے باہر رہنے نہ پائے کئی سالوں سے جماعتوں کی مردم شماری کا نہ ہو سکنے کی وجہ سے جماعت احمدیہ کی مجموعی تعداد کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اب مردم شماری کیجائی نہایت ضروری ہے۔

(۳) سیکرٹریان امور عامہ متعدد بار بذریعہ اخبار توجہ دلائے جانے کے باوجود ہر ماہ باقاعدگی کیساتھ اپنی ماہانہ رپورٹ کارگذاری بھجوانے میں افسوسناک حد تک تساہل اور لاپرواہی سے کام لے رہے ہیں۔ اور اکثریت ایسے سیکرٹریان کی ہے۔ جن کی طرف سے سالہا سال کے تنظیمی حالات و کوائف اور مقامی ماحول سے ناواقف رہنا ہے۔ اور جماعت کی ترقی میں اندرونی و بیرونی رکاوٹوں کے دور کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

لہذا ایسے تمام فرض ناشناس سیکرٹریان کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ آئندہ اگر انکی طرف سے ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ رپورٹ کارگذاری موصول نہ ہوگی۔ تو انکی طرف سے صرف تین ماہ کا انتظار کر کے معاملہ ناظر اعلیٰ کے نوٹس میں لایا جائے گا۔ کیونکہ مقامی جماعتوں اور مرکز کو بھی کام کے عہدہ داروں کی ضرورت ہے۔ صرف نام کے عہدہ داروں کا نہ انہیں نہ ان کی جماعت کو اور نہ ہی مرکز کو بھی کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

نوٹ ۱:۔ جن جماعتوں میں یہ ارسال کردہ فارم اور چٹھیاں نہ پہنچی ہوں۔ وہ اطلاع دے کر ایک ماہ کے اندر اندر دوبارہ منگوالیں۔

نوٹ ۲:۔ فارم کوائف رشتہ ناطہ اور مردم شماری کی اگر ایک سے زیادہ ضرورت درپیش ہو۔ تو سادے کاغذ پر ان فارموں کے مطابق گوشوارے حسب ضرورت تیار کر لئے جاویں۔

ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

حیدرآباد (دکن) میں مجلس خدام الاحمدیہ کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیاں

از مکرم سید غوث صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد دکن

خدا تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کے ممبران تبلیغ تعلیم و تربیت کے مختلف شعبوں میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔

تبلیغ:- تقریباً دو سال سے مجلس خدام الاحمدیہ کا یہ پروگرام چلا آرہا ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم کی سیرت طیبہ اور آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے اور سلسلہ کی جماعت کے بارہ میں مخالفوں کی طرف سے پیدا کی جانے والی غلط فہمیوں کے ازالہ کرنے اور جماعت احمدیہ کے صحیح عقائد لوگوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے حیدرآباد کے مختلف محلوں میں تبلیغی جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔

ایسے جلسوں میں ہم بتاتے رہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ رسول کریم صلعم خاتم النبیین اور خیر المرسلین ہیں۔ اور آپ کی لائی ہوئی شریعت آخری ہے یعنی قرآن کریم۔ اب آئندہ تا روز قیامت کوئی نئی شریعت دنیا میں نہیں آئیگی اور نہ ہی کوئی ایسا نبی آئیگا جو شریعت محمدی کو منسوخ کر کے کوئی نئی شریعت اور نیا طرزِ عمل دنیا کے سامنے رکھنے والا ہو۔

اس قسم کے جلسوں کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ وہ لوگ جو ہمارے جلسوں میں اعلانیہ شریک ہونے سے جھجکتے ہیں۔ وہ بھی اپنے اپنے محلوں میں اور گھروں میں بیٹھ کر رات کی خاموشی میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ ہماری تقاریر سن سکتے ہیں۔ اس طرح ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام سب تک پہنچانے اور اتمام حجت کرنے کا موقع مل جاتا ہے

چنانچہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی کے طور پر جلسہ سیرت النبی صلعم مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۶۴ء بوقت شب بمقام سعیدآباد زیر صدارت مکرم مولوی احمد حسن صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے افتتاحی تقریر کی جس میں اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ بعد مکرم جناب محمد صادق صاحب سیکرٹری تبلیغ نے حضرت رسول کریم صلعم کی سیرت و سوانح پر جامع تقریر کی اور روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ آپ نے آکر دنیا میں کس قدر عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا کیا۔ مقرر نے رب العالمین، رحمۃ للعالمین کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی ربوبیت عالمین کیلئے ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلعم رحمت کا دائرہ بھی ساری دنیا پر وسیع ہے۔

چنانچہ اس پُر آشوب زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلعم کی رحمت کو حضرت مسیح موعود و مہدی مسعودؑ کے ذریعہ دنیا میں نازل فرمایا۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن آندھرا پردیش کی تقریر ہوئی۔ آپ نے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ انسان صحیح معنوں میں اسی وقت انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے جب کہ اس کے اندر محبت الٰہی اور شفقت علیٰ خلق اللہ پائی جائے اور حقوق العباد صحیح رنگ میں بجالاتا ہو۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اندر یہ دونوں صفات بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔ اسی لئے آپ کامل انسان کہلائے۔

رسول کریم صلعم کی شفقت علے خلق اللہ کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے فاضل مقرر نے کہا حضور کا وہ بلند مقام تھا کہ خود عرشِ الٰہی سے بڑے محبت کے انداز میں خدا نے فرمایا:-

لعلک باخعٌ نفسک
الا یکونوا مؤمنین
اے میرے بندے شاید
تم اپنی صحت کو بھی اس وجہ
سے برباد کر لوگے کہ یہ لوگ
سلسلہ ایمان کیوں نہیں لاتے!!

اس طرح پر موصوف نے قرآن کریم کی متعدد آیات سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام اور ارفع مرتبہ کی وضاحت کی۔ اور بتایا کہ آپ کی اطاعت ہی اصل دین اور انسان کی فلاح و بہبود کا ذریعہ ہے

اس کے بعد مکرم مولوی محمد شمس الدین صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت نے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک نعت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ مکرم مولوی صاحب نے موجودہ مسلمانوں کی حالات کا مؤثر انداز میں نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی ضرورت اور آپ کی صداقت پر روشنی ڈالی۔ یہ تقریر تقریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

اس کے بعد جماعت احمدیہ شادنگر کے پریذیڈنٹ اور جماعت کے مایۂ ناز مقرر جناب سید عبد الحسین صاحب کی تقریر ہوئی۔ آپ نے ایمان افروز و ولولہ انگیز تقریر میں موجودہ مسلمانوں کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت رسول کریم صلعم دنیا میں توحید قائم کرنے کے لئے تشریف لائے تھے اور آپ کی وفات کے وقت بھی آپ کو اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تعلیم جس کی اشاعت کے لئے مجھے اور میرے رفقاء کو بے انتہا مصیبتیں جھیلنی پڑیں اسے میری امت بھول جائے اور بار بار آپ یہ فرماتے رہتے تھے کہ

لعن اللہ الیھود و النصاریٰ
اتخذوا قبور انبیاءھم
مساجدا۔

"کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا"

لیکن آجکل کے مسلمان یہود سے کسی صورت میں بھی کم نہیں۔ یہ لوگ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی اعلیٰ تعلیم کو بالکل بھول چکے ہیں۔ اور توحید خالص کو چھوڑ کر مختلف قسم کی پیر پرستی اور قبر پرستی میں لگ گئے آپ نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ اس وقت اسلامی فرقوں میں سے صرف جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو کہ حقیقی معنوں میں خالص توحید کی علمبردار ہے اور دنیا کے مختلف علاقوں میں توحید الٰہی پھیلا رہی ہے۔

مکرم سید صاحب کی اس مؤثر تقریر کے بعد جناب محمد صادق صاحب نے حضرت رسول کریم صلعم کی مدح میں ایک نعتیہ نظم سنائی اور اس کے بعد یہ جلسہ بخیر و خوبی ٹھیک ساڑھے دس بجے اختتام پذیر ہوا

اس جلسہ کی اطلاع بذریعہ اشتہار تمام محلوں میں پہنچائی گئی تھی۔ جس کے نتیجہ میں جلسہ میں غیر از جماعت کے کافی افراد شریک ہوئے۔ نیز لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ مقررین کی آواز بھی دور دور پہنچ رہی تھی۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو نتیجہ خیز بنائے آمین یارب العالمین

تربیتی پروگرام:- ہر اتوار کو صبح ساڑھے دس بجے خدام الاحمدیہ کا باقاعدہ تربیتی اجلاس منعقد ہوتا ہے۔ چنانچہ حسب پروگرام مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۶۴ء کو ساڑھے دس بجے صبح جناب محمد صادق صاحب سیکرٹری تبلیغ کی صدارت میں ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں جماعت احمدیہ حیدرآباد کے ایک بزرگ محترم عبد الرشید [illegible] صاحب نے مقامی جماعت کے ابتدائی حالات اور جنکے ذریعہ احمدیہ جماعت قائم ہوئی یعنی حضرت میر محمد سعید صاحبؓ کی بلند شخصیت کے متعلق ایمان افروز تقریر فرمائی جس سے تمام خدام اور جملہ حاضرین مستفیض ہوئے

تعلیمی کلاس:- احمدی نوجوانوں میں دینی واقفیت پیدا کرنے اور میدانِ تبلیغ میں سہولت پیدا کرنے کے لئے مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل نے خاص کلاس کا اجراء کیا۔ جس میں مولوی صاحب عام فہم انداز میں مختلف مسائل پر لیکچر دیتے اور ساتھ کے ساتھ مختصر نوٹس بھی لکھواتے ہیں۔ کلاس کے اختتام پر خدام کو سوالات کرنے کا موقعہ بھی دیا جاتا ہے۔ جس میں اکثر نوجوان ایسے ہی سوالات پیش کرتے ہیں جو کہ ان کے غیر احمدی دوست ان سے دریافت کرتے ہیں۔ اور مولوی صاحب موصوف ان سوالات کا تسلی بخش رنگ میں جواب دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تقاریر کا یہ سلسلہ مفید ثابت ہو رہا ہے خدا تعالیٰ برکت دے۔ آمین۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

کامیابی اور درخواست دعا

یہ خبر خوشی سے سنی جائے گی کہ ایک احمدی نوجوان طالب علم جناب خلیل جی صاحب فرزند مکرم محمد عبد الحی صاحب مولی بیگم آندھرا حیدرآباد اس سال عثمانیہ یونیورسٹی B.E. Civil

Engineering (بی۔ ای سیویل انجینیرنگ ۵ سالہ) کورس کا فائینل امتحان امتیازی نمبرات سے پاس کیا۔ صرف تین لڑکے کامیاب ہوئے ہیں۔ رب العالمین انہیں مبارک کرے اور انکے اعلیٰ عزائم میں مزید کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔ صاحب موصوف ایک سال حضرت مسیح موعود کی کتابوں کے مرکز کے امتحان میں بھی سارے ہندوستان میں اول آئے ہیں۔ جب کہ ان کی ہمشیرہ صاحبہ مقبول بیگم بی۔ اے بی۔ ایڈ بھی ایک سال اوّل آئی تھیں۔ عزیز موصوف نے اپنی ذہانت سے ایس۔ ایس۔ ایل۔ سی۔ کے امتحان اعلیٰ ریاضی میں سو فیصدی نمبرات حاصل کر کے بورڈ کا ریکارڈ توڑ دیا تھا۔ اور موصوف کا یہ ریکارڈ اسکول کی جانب سے فخریہ طور پر متعلقہ ہائی اسکول کے اسمبلی ہال میں اب بھی آویزاں ہے اور ہمیشہ آویزاں رہیگا۔ رب العالمین موصوف کو خادم دین بھی بنائے۔ آمین۔ العبد

ایم۔ اے حفیظ راشد الحامی ہاشمی [illegible]

ہندوستان کی آبادی ایک نظر میں

بموجب مردم شماری سنہ ۱۹۶۱ء

نمبر شمار	صوبہ	بدھ	عیسائی	ہندو	جین	مسلم	سکھ
۱	آندھرا	6753	1428729	31814025	9012	2715021	8563
۲	آسام	36013	764553	7884921	9468	2765509	9636
۳	بہار	2885	502195	39347050	17593	5785631	44413
۴	گجرات	3185	91026	18356061	409754	1745103	9646
۵	جموں و کشمیر	48360	2848	1013193	1427	2432067	53069
۶	کیرالہ	228	3587365	10282568	2967	3027639	822
۷	مدھیہ پردیش	113365	188314	30425798	247927	1317617	65715
۸	مدراس	789	1762954	30297115	28350	1560414	2567
۹	مہاراشٹر	2789501	560594	32530901	485672	3034332	57617
۱۰	میسور	9770	487537	20582853	174366	2328376	3287
۱۱	اڑیسہ	454	201017	17123194	2295	215319	5030
۱۲	پنجاب	14857	149834	12930045	48754	393314	6769129
۱۳	راجستھان	759	22864	16132690	409417	1314613	274198
۱۴	اتر پردیش	12893	101641	62437318	122108	10788089	203737
۱۵	بنگال	109205	201854	27542794	26973	6971287	34342
۱۶	دہلی	5466	29269	2234597	29595	155453	203916
۱۷	ناگالینڈ	42	195588	34677	263	891	255

ماخوذ از INDIA 1963 Ministry of Information Govt of INDIA

بوسیلہ مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

زکوٰۃ کی ادائیگی صاحب نصاب کے لئے ایسے ہی فرض ہے جس طرح فرض نماز کی ادائیگی فرض ہے

درویش فنڈ

قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ :-

"بہت سے درویش مالی لحاظ سے بہت تکلیف میں ہیں۔ گو اکثر صابر و شاکر ہیں اور خدمتِ دین کے لئے ہر قربانی کے واسطے تیار نظر آتے ہیں لیکن مالی تکلیف ان کی پریشانی کا موجب ہو رہی ہے جس میں ہندوستان کی گرانی نے بھی کافی اضافہ کر رکھا ہے ...... پس آپ .... ہندوستان کی جماعتوں سے اپیل کریں کہ مخلص احباب اس درویش فنڈ میں حصہ لیکر ثواب کمائیں یہ بات درویشوں پر اور اس فنڈ میں چندہ دینے والوں پر پوری طرح واضح کر دی جائے کہ یہ کوئی خیرات یا صدقہ نہیں۔ جو ہمارے (درویش) بھائی لیتے اور ہم اپنے بھائیوں کو دیتے ہیں بلکہ یہ ایک مقدس شکرانہ اور ہدیہ ہے جو ہم اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جو مقدس مقامات کی آبادی اور خدمت کے لئے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں در اصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے لیکن تقدیرِ الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہیں پا سکا اور صرف ایک قلیل حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمتِ دین بجا لا ویں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہو۔ حقیقتاً ہم پر درویشوں کا یہ احسان ہے کہ وہ ہماری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں پس یہ امداد ہرگز صدقہ و خیرات کے رنگ میں نہیں۔ بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدر دانی کے رنگ میں ہم یا ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں"

درویش فنڈ کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ :-

"یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے احباب جماعتہائے ہندوستان کو موجودہ غیر معمولی حالات میں اعلائے کلمۃ اللہ کرنے اور احمدیت کے جھنڈے کو تھامے رکھنے کی توفیق دی اور اس وقت جبکہ ہندوستان کے اکثر مسلمان مایوسی اور احساس کمتری کا شکار ہو چکے ہیں فدایانِ احمدیت کا یہ چھوٹا سا گروہ باوجود گوناگوں مشکلات کے اسلام و احمدیت کے نام کو بلند کرنے کے لئے استقلال اور عزم سے آگے بڑھ رہا ہے اور تکالیف و مصائب کی باد مخالف انکے مضبوط ارادوں اور امیدوں کو متزلزل نہیں کر سکتی۔

تبلیغ و اشاعت اسلام کا جو عظیم الشان کام اس وقت ہندوستان اور بیرونی ممالک میں ہو رہا ہے وہ خلوص ایمان اور قربانی کے اس جذبہ کی وجہ سے ہے۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے احباب جماعت میں پیدا ہوا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے وعدوں کو اپنانے کا ایک کرشمہ ہے میں یہ مختصر نوٹ احباب جماعت کی خدمت میں اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اعمال وہی مقبول اور لائق ثواب ہیں جن پر دوام اختیار کیا جائے۔ اور اعمال کا اچھا یا برا ہونا انکے انجام سے ظاہر ہوتا ہے۔

بیشک احباب جماعت ایک لمبے عرصہ سے متواتر اور پیہم قربانیاں کر رہے ہیں لیکن مومن کا عہد و پیمان تو موت تک ہوتا ہے اگر کچھ عرصہ کے بعد جذبہ قربانی میں سستی یا کمزوری آجائے تو ڈر ہے کہ گذشتہ خدمات بھی ضائع نہ ہو جائیں۔

مجھے اس اطلاع سے تکلیف ہوئی ہے کہ بعض مخلص جنہوں نے بڑی بشاشت اور اخلاص سے ابتداء میں درویش فنڈ میں حصہ لیکر مالی قربانیوں کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا تھا اب اس اہم تحریک کی طرف کم توجہ دے رہے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بے سروسامان درویش مقدس مقامات کی خدمت و حفاظت اور سلسلہ کے کاموں سے پیچھے نہیں ہیں بلکہ باوجود عسرت و تنگی کے بدستور قلب کے ساتھ خدمات دینیہ بجا لا رہے ہیں ان میں سے بہت ایسے ہیں جنکی اپنی اور انکے اہل و عیال کی حالت فاقوں تک پہنچ چکی ہے لیکن وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ صبر سے برداشت کر رہے ہیں اور ساری جماعت کی نمائندگی مقدس مرکز میں کر رہے ہیں۔ — پس میں احباب جماعت پر زور التماس کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک یعنی درویش فنڈ میں بدستور حصہ لیکر مستقل طور پر اس کارِ خیر کو ادا کر کے خدا تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے وارث بنیں [illegible] مخلصین جو خدائی وعدوں کے پورا ہونے سے پہلے خدمت و قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے"

خبریں

قاہرہ ۵ اکتوبر۔ دنیا کے غیر جانبدار ممالک کی تاریخی کانفرنس آج رات بھارتی وقت کے مطابق ساڑھے ۸ بجے شروع ہو گئی۔ اس میں ۴۸ ممالک بطور ممبر اور دس ممالک بطور مشاہد شریک ہو رہے ہیں۔ اس دنیا کے سرکردہ غیر جانبدار ممالک کے سربراہ یا حکومتوں کے سربراہ شریک ہو رہے ہیں۔ کانفرنس کا افتتاح یونائیٹڈ عرب ری پبلک کے صدر ناصر نے کیا۔ کانفرنس میں بھارت کے پردھان منتری شری لال بہادر شاستری یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو۔ لنکا کی پردھان منتری شریمتی بھنڈار نائیکے انڈونیشیا کے صدر سوئیکارنو۔ سائپرس کے صدر لاٹ پادری میکاریوس۔ گھانا کے صدر ڈاکٹر انکرومہ کے غیر جانبدار وزیر اعظم راجکمار سوانا فوما۔ ایتھوپیا کے شاہ ہیل سلاسی بھی شریک ہیں۔ غیر جانبدار ممالک کی یہ دوسری کانفرنس ہے پہلی کانفرنس بلگریڈ میں ہوئی تھی اور اس میں بھارتی وفد کے رہنما شری جواہر لال نہرو تھے۔

قاہرہ ۵ اکتوبر۔ واقف کار حلقوں نے بتایا ہے کہ شاستری ناصر بات چیت میں کشمیر کا مسئلہ زیر غور نہیں آیا۔ کل تک ان میں تین بار ملاقات ہو چکی تھی۔ دونوں لیڈر آئندہ چند دنوں میں مزید بات چیت کریں گے۔ پتہ چلا ہے کہ شری شاستری اور صدر ناصر میں مختلف بین الاقوامی مسائل جن میں چین بھارت تعلقات بھی شامل ہیں کھلے دل سے بات چیت ہوئی۔

قاہرہ ۵ اکتوبر۔ بھارت کے پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے کل یوگوسلاویہ کے صدر ٹیٹو کے ساتھ ملاقات کی۔ اور موجودہ بین الاقوامی صورت حال میں چین کے طرز عمل پر بات چیت کی۔ دونوں رہنماؤں نے ملائیشیا اور انڈونیشیا کے جھگڑے پر بھی غور کیا۔ دونوں نے اس بات پر اتفاق ظاہر کیا کہ جنوب مشرقی ایشیا کے امن کو خطرہ پیدا کرنے والے اس مسئلہ کو غیر جانبدار کانفرنس کے باہر پرامن طریق سے حل کرنے کی کوشش کی جانی چاہیئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انڈونیشیا اور ملائیشیا کے جھگڑے کو کانفرنس میں باضابطہ طور پر زیر بحث لائے جانے کے خلاف ہیں۔ کل کی بات چیت میں بھارت اور یوگوسلاویہ کے بعض منتریوں نے بھی حصہ لیا۔ شری شاستری نے کل عرب جمہوریت کے وزیر اعظم مسٹر علی صبری کے ساتھ بھی ایک گھنٹہ تک بات چیت کی۔ پتہ چلا ہے کہ شری لال بہادر شاستری دوسرے ملکوں کے سربراہوں کے ساتھ ملاقات کے موقع کو چین اور کشمیر کے متعلق بھارت کے موقف کو واضح کرنے کے لئے بھی استعمال کر رہے ہیں۔

چنڈی گڑھ ۵ اکتوبر۔ چیف منسٹر کامریڈ رام کشن نے تمام ڈپٹی کمشنروں کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ عام لوگوں کو درپیش مختلف مسائل کے حل کے سلسلہ میں خود ذاتی دلچسپی لیں۔ اور پبلک کی شکایات کو جہاں انہیں ایسا اختیار ہو ضلع کی سطح تک خود ہی دور کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ معمولی معمولی شکایات کے سلسلہ میں لوگوں کو چنڈی گڑھ نہ دوڑنا پڑے۔ آپ نے مزید کہا ہے۔ کہ گورنمنٹ کی یہ طے شدہ پالیسی ہے کہ ان کے اختیارات اور ذمہ داری کو تقسیم کر دیا جائے۔ لوگ پھر بھی چنڈی گڑھ سیکرٹریٹ میں ڈیرے ڈالے رہتے ہیں۔ یہ سلسلہ ختم ہونا چاہیئے۔ اور ان لوگوں کی شکایات کا ضلع کی سطح پر ہی ازالہ ہونا چاہیئے حالیہ سیلابوں کا ذکر کرتے ہوئے کامریڈ رام کشن نے ضلع حکام کو ریلیف کے کام کو اولین ترجیح دینے کو کہا ہے کیونکہ بروقت ریلیف مہیا نہ ہونے سے امداد کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

قاہرہ ۵ اکتوبر۔ غیر جانبدار ملکوں کی کانفرنس شروع ہونے کے موقعہ پر امریکہ اور برطانیہ اور کئی دوسرے ملکوں کی طرف سے خیر سگالی کے اظہار کے پیغامات موصول ہوئے ہیں۔ امریکہ کے صدر جانسن نے کانفرنس کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس کے ڈیلی گیٹوں کو امن کے کاز کو فروغ دینے میں مدد دینے کا موقعہ ملا ہے۔ برطانوی وزیر اعظم ڈگلس ہوم نے صدر ناصر کی وساطت سے کانفرنس کو مبارکباد کا تار بھیجا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ جو ممالک غیر جانبداری کے اصولوں پر یقین رکھتے ہیں۔ انہیں برطانوی حکومت کی مکمل حمایت حاصل ہے برطانیہ کو توقع ہے کہ یہ کانفرنس امن اور آزادی کے مشترکہ مقصد کی پیروی میں ایک نمایاں قدم ثابت ہوگی۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا نے اطلاع دی ہے کہ بھارت نے کانفرنس کی قطعی قرار دادوں میں شامل کئے جانے کے لئے۔ ایجنڈا کی تمام مدات کے متعلق بنیادی تجاویز پیش کی ہیں۔ کئی دوسرے ملک بھی بعض تجویزوں کی سیاسی کمیٹی کے سامنے کاغذات پیش کر رہے ہیں

سیاسی کمیٹی تمام تجاویز کے پیچیدہ پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر متفقہ مسودہ مرتب کرے گی۔ بھارت کی طرف سے پیش کردہ ایک تجویز تقسیم شدہ ملکوں کے ان باشندوں کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی گئی ہے جو دوبارہ متحد ہو سکتے ہیں۔ بھارت نے کہا کہ یہ اتحاد کسی بیرونی مداخلت یا دباؤ کے بغیر پرامن طریقہ سے ہونا چاہیئے۔ بھارت نے کانفرنس کو دس نکات کا ایک چارٹر بھی پیش کیا ہے۔ اس میں پرامن بقائے باہمی جمہوریت کے بنیادی اصول تفصیلاً درج ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ اصول اقوام متحدہ کی طرف سے بھی اپنا لئے جانے چاہئیں۔ بھارت نے اس بات پر زور دیا ہے کہ تمام ملکوں کی خود مختاری کا احترام کیا جائے۔ تمام ملکوں سے کہا گیا ہے کہ وہ تمام ملکوں کی سیاسی آزادی اور علاقائی یکجہتی کا احترام کریں۔ بستیوں اور دوسرے ملکوں کی سرحدوں کی خلاف ورزی بند کی جائے۔

بھارت کی تجاویز میں مزید کہا گیا ہے۔ کہ سارے بین الاقوامی جھگڑوں کا پرامن تصفیہ ہونا چاہیئے۔ جو لوگ ابھی تک نوآبادیاتی نظام کے تحت ہیں۔ ان کو فوری طور پر اور غیر مشروط طور پر آزادی دیئے جانے کا حق تسلیم کیا جائے۔ بھارتی چارٹر میں بنیادی انسانی حقوق کا احترام کرنے باہمی مفاد کے لئے عالمی تعاون کرنے اور بین الاقوامی کشیدگی کو کم کرنے والے تمام اقدامات کی حوصلہ افزائی کرنے پر بھی زور دیا گیا ہے۔ بھارت ایک ایسا عالمی نظام چاہتا ہے۔ جس میں ہتھیاروں کا استعمال نہ ہو۔

نئی دہلی ۵ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ شری لال بہادر شاستری کے قاہرہ سے واپس آنے کے بعد بخشی غلام محمد کو جلد رہا کر دیئے جانے کا امکان ہے۔ وزیر اعلیٰ مسٹر غلام محمد صادق نے خود بھی یہ اشارہ کیا تھا کہ بخشی غلام محمد کی نظر بندی عارضی نوعیت کی ہے۔ بخشی گروپ کشمیر اسمبلی کا اجلاس ملتوی کئے جانے پر جو اعتراض کر رہا تھا۔ اب رفع ہو گیا ہے۔

قاہرہ ۵ اکتوبر۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ پردھان منتری شری شاستری نے گاندھی جی جیسی انکساری اور سادگی سے متحدہ عرب ری پبلک کے حکام اور عوام کے دل جیت لئے ہیں۔ بازاروں میں کپڑے بیچنے والے شری شاستری کی فوٹو اور مقامی اخبارات میں ان کے بارے میں مضامین پر داستان تبصرہ کرتے سنے گئے۔ قاہرہ کے شہری شری شاستری کے نام سے اتنے مانوس ہو گئے ہیں کہ کل جب شری شاستری پرانا شہر دیکھنے گئے تو بچوں نے انہیں فوراً پہچان لیا۔

پٹیالہ ۵ اکتوبر۔ پنجاب سرکار نے صوبہ کے سیلاب زدہ علاقوں کے لوگوں کی امداد کیلئے انہیں ایک کروڑ روپیہ مکانات بنانے کیلئے بطور قرضہ دینے کا فیصلہ کیا ہے اس سلسلہ میں چیف پارلیمنٹری سیکرٹری شری رام پرتاب گرگ نے کل بتایا کہ اس قرضہ کے علاوہ ان دیہات کے لوگوں کو جو سیلاب میں بہہ گئے ہیں یا جنہیں سیلاب سے بھاری نقصان پہنچا ہے ایک ماہ کا راشن بھی دیا جائیگا۔